نمبر ۲۹ | مورخہ ۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

۵ اکتوبر لجنہ اماء اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور حضور کے اہلبیت کو سفر کشمیر سے بخیر و عافیت واپسی پر دعوت چائے دی اور ایڈریس پیش کیا۔ اس دعوت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ہمراہیان سفر کے علاوہ بعض اور اصحاب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ خواتین کی نشست کے لئے پردہ کا پورا انتظام تھا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جو محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے کی۔ محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب نے ایڈریس پڑھا جس میں سیلاب کشمیر۔ انہدام مدرسہ قادیان کے علاوہ لجنہ کی کارگزاری کا بھی ذکر تھا ؎

ایڈریس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے برعایت وقت مختصر تقریر فرمائی۔ جو انشاء اللہ آئندہ شائع کی جائے گی ؎

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ تشریف لے آئے ہیں ؎

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب علاقہ کٹک کے احمدیوں کے بعض معاملات کے تصفیہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں ؎

۸ اکتوبر کو صبح زور دار بارش ہوئی۔ اور اولے بھی پڑے ؎

خیر مقدم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ازخانصاحب مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب میرزا خانی (مالیر کوٹلہ)

یہ نظم اس جلسہ میں پڑھی گئی۔ جو یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر حضور کو ایڈریس دینے کے لئے منعقد ہوا ؎

خیر مقدم کے لئے کیوں نہ بچھائیں آنکھیں
آپ کے خیر طلب اور بہی خواہ تمام

آپ کی ذات گرامی سے ارادت ہے ہمیں
شمع ہیں آپ تو پروانے ہیں واللہ تمام

آپ کی لطف و عنایات ہیں ہم پر بہ نزول
آپ کے رفق و مدارا سے ہیں آگاہ تمام

آپ کی صحت عاجل کے لئے اے آقا
ہم دعا کرتے رہے شام و سحر گاہ تمام

آپ کی عمر میں ہر لحظہ سرور اور بہجت
غم میں ہو زندگیئے دشمن بدخواہ تمام

خانہ دیدہ احباب کو کیجے آباد
دیر تک تکتے رہے آپ کی ہم راہ تمام

آپ کے ہاتھ کو ہم بال ہما جانتے ہیں
آپ کو ظل نبی اے شہ جم جاہ تمام

دیر تک آپ نے کشمیر کو دی ہے رونق
پاک و سرسبز ہے میدان قلوب احباب
ٹوٹ کر گرتے کو ہے کوہ مظالم ہم پر
اک نظر اب تو دعائے سحری کی کیجے
چشم ارکان حکومت میں ضیا پیدا ہو
ورنہ ہم بھی تو زبان اور قلم رکھتے ہیں
جوہر تیغ دودم نوک زباں ہیں ہی نہاں
ثاقب خاک نشیں بیٹھ در آقا پر

فیض سے آپکے تھا وہ بھی ارمگاہ تمام
اب نصب کیجئے یاں خیمہ و خرگاہ تمام
غیر ہم کو جو سمجھتے ہیں پرکاہ تمام
جسکی برکت سے ٹلے صدمہ جانکاہ تمام
احمدیت کی ضرورت سے ہوں آگاہ تمام
پاتے ہیں عدل کی سرکار سے تنخواہ تمام
جس سے کاٹینگے نئے فتنہ کی افواہ تمام
چھوڑ کر اپنا وہ کاشانہ و بنگاہ تمام

افریقہ کے نئے مبلغ کی پہلی تبلیغی رپورٹ

مجھے یہاں آئے ہوئے ساڑھے تین ماہ گذر چکے ہیں لیکن قریباً سارا وقت یہاں کے حالات پر غور کرنے اور زبان سیکھنے کی کوشش میں صرف کیا۔ برادرم حکیم فضل الرحمٰن صاحب یہاں کے لوگوں سے ملاقات کراتے رہے۔ اپنی جماعت کے تعارف کے لئے تین جلسے کئے گئے۔ اس کے بعد حکیم صاحب نائیجریا گئے۔ تاکہ وہاں کے حالات کے متعلق مرکز میں مفصل رپورٹ پیش کر سکیں۔ ان کے بعد ۲۰ یوم کے قریب مجھے کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ان ایام کی رپورٹ ارسال کر رہا ہوں ؂

سالٹ پانڈ سے ۴ میل کے فاصلے پر ڈینچرا نام ایک گاؤں ہے۔ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ وہاں رہتے ہیں۔ ملکی رواج کے مطابق وہ ۱۴ جولائی کو اپنے گاؤں میں اکٹھے ہوئے۔ سال بھر ان میں سے اکثر اپنے کاروبار کیوجہ سے باہر رہتے ہیں۔ اس موقعہ پر ایک جلسہ کیا گیا۔ جماعت کے لوگوں کو تبلیغ کیگئی گاؤں کے چیف اور دوسرے سرداروں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے اطلاع دیگئی۔ اور معجزات اور پیشگوئیاں سنائیں۔ سارے گاؤں کے باشندوں کو جمع کر کے ایک مفصل تقریر کی۔ اور حضرت احمدؑ کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ اپنی جماعت کے لئے ایک علیحدہ لیکچر بھی دیا۔ جس میں احکام اسلام پر عمل کرنے اور دوسروں کو احمدی بنانے کی ترغیب دی۔ چار اشخاص جماعت میں داخل ہوئے ؂

یہاں سے ۹ میل دور کیپ کوسٹ نام بہت مشہور شہر ہے۔ قریباً تمام مشنوں کا سنٹر ہے وہاں گیا۔ پراونشل کمشنر کو کتاب تحفہ شہزادہ ویلز پیش کی۔ اس نے پڑھنے کا وعدہ کیا۔ اس ملک میں ہر گاؤں اور شہر کا ایک بادشاہ ہوتا ہے جسے رعایا خود منتخب کرتی ہے۔ اسے اوجین یا آوماجین کہتے ہیں۔ آوماجین سے ملا۔ اور جماعت احمدیہ کے متعلق مفصل تقریر کی۔ تین بیرسٹروں اور ایک اخبار کے ایڈیٹر سے تعارف پیدا کیا جو حکیم صاحب کا دوست ہے اور ہمارے ساتھ بہت ہمدردی رکھتا ہے ؂

بیٹھ اس وقت رؤسا میں سے پانچ سے ملاقات کی جس کا خدا کے فضل سے اچھا اثر ہوا۔ عام مسلمانوں کے دو گروہ ہیں۔ دونوں کے اماموں اور سرداروں سے ملا ؂ (خاکسار نذیر احمد۔ احمدیہ مشن۔ سالٹ پانڈ)

اخبار احمدیہ

شکریہ بذریعہ الفضل احباب جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں خاکسار نے ڈیپارٹمنٹل امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست کی تھی۔ میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور برادران ملت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انکی دعاؤں سے مولا کریم نے مجھ ناچیز کو امتحان مذکور کے آل انڈیا امیدواروں میں سب سے اول نمبر پر رکھ کر غیر معمولی امتیاز بخشا۔ اب مستقل تقرر پر میرا تبادلہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کوہاٹ میں ہونیکے لئے حکم موصول ہو چکا ہے۔ دوست دعا فرماویں کہ میرا وہاں جانا موجب خیر و برکت ہو۔ خاکسار مرزا محمد حسین احمدی راولپنڈی

درخواستہائے دعا میاں غلام محمد و شیر محمد احمدی از سیدوالہ ایک مقدمہ میں مبتلا ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔ عاجز محمد ابراہیم از ننکانہ۔ (۲) میرا چھوٹا لڑکا ثناء اللہ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ تابعدار عبد الرحمٰن انجن شیڈ لکھندیاں۔ (۳) اہلیہ صاحبہ مولوی سید حسام الدین احمد صاحب ٹیچر ہائی سکول احمدیہ بیرون ... سے بیمار چلی آتی ہیں۔ نیز انکی ایک پھوپھی زاد بہن کی صحت بھی اچھی نہیں۔ لہذا احباب ہر دو کی صحت کیلئے دعا فرماویں۔ خاکسار سید صمصام الدین احمد۔ (۴) میرا بھائی صادق علی عرصہ ایک سال سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد حسن سامانہ۔ (۵) میں یہاں اکیلا احمدی ہوں مخالفین نے مجھے مقدمات میں پریشان کر رکھا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ سید عباس حسین تریگرہ۔ (۶) بندہ مدت سے ناقابل برداشت مشکلات میں گرفتار ہے۔ تمام احمدی برادران سے درخواست دعا کرتا ہوں۔ خاکسار حکیم محمد یونس دینگوالا۔ رتنا گری ؂

اعلانات نکاح (۱) عزیز ذکاء اللہ خان صاحب بن عبد الحکیم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ آف ویکسینیشن متعین جہلم کا نکاح امۃ الحفیظ بیگم بنت ماسٹر رحمت اللہ خان صاحب گوہر بی اے سے بعوض ایک ہزار روپیہ مہر جس میں زیور شامل ہے۔ مولوی شیر علی صاحب نے ۱۵ ستمبر مسجد رحمت میں بعد از نماز مغرب پڑھا (غلام محمد) (۲) غلام محمد میر صاحب احمدی ساکن کاہڑپورہ کشمیر کا نکاح ایک سو روپیہ مہر پر مسماۃ مختی ساکن براری پورہ سے۔ اور عبد العزیز لون صاحب ساکن آسنور کا نکاح رحمت بانو دختر عبد العزیز صاحب باڑی پورہ سے ایک سو روپیہ مہر پر بر موقعہ جلسہ آسنور پڑھا گیا۔ میر غلام رسول احمدی۔ (۳) چوہدری محمد دین صاحب احمدی پٹواری نہر ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ کا نکاح بعوض مبلغ پانصد روپیہ مہر مؤجل امۃ الرؤف بنت چوہدری نذیر حسین صاحب پنشنر ہیڈ ڈرافٹسمین کے ساتھ حافظ امام دین صاحب گوجرانوالہ نے پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔ عبد الرحیم بھٹی قادیان (۳) ڈاکٹر شاہ محمد خان صاحب وٹرنری افسر زنجبار کا نکاح میری دختر سعیدہ خانم کے ساتھ بعوض حق مہر مبلغ پانچہزار روپیہ اخویم مکرم الٰہی بخش صاحب نے پڑھا۔ خاکسار محمد عالم ممباسہ ؂

ولادت (۱) مجھے خدا تعالیٰ نے دوسرا لڑکا دیا ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ خادم دین اور صاحب عمر و برکت کرے۔ عاجز شیخ فقیر محمد احمدی فیروزپور شہر۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ برادران جماعت دعا کریں مولا کریم مسعود کرے اور خادم دین بنائے۔ خاکسار محمد صدیق احمدی کراچی۔ (۳) خاکسار کو خدا نے اپنے فضل اور حضرت اقدس کی دعاؤں سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرماویں خداوند کریم صاحب اقبال اور خادم دین بنائے۔ خاکسار الٰہی بخش گلاب گڑھ ریاست پٹیالہ۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو دوسرا فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے عبد الشکور نام تجویز فرمایا۔ بزرگان سلسلہ دعا فرماویں کہ مولود نیک صالح۔ خادم دین اور والدین کا فرمانبردار ہو۔ آمین۔ خاکسار محمد حسین احمدی فیروزپور شہر

دعائے مغفرت (۱) میری بیوی ۲۳ اگست کو لمبی بیماری کے بعد فوت ہو گئی۔ احباب دعائے مغفرت فرماویں۔ خاکسار ملک امام الدین احمدی سمبڑیال۔ (۲) میری پیاری لڑکی زبیدہ خاتون بعمر چھ سال بعارضہ چیچک ایک مہینہ بیمار رہ کر ۱۴ ستمبر کو انتقال کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔ اور ہمیں صبر کی توفیق بخشے۔ خاکسار ایم عبد الرشید خان احمدی پوسٹماسٹر کہیری۔ یوپی (۳) میری والدہ ۲ ستمبر رحلت فرما گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرماویں۔ خاکسار ایم اے عظیم خان احمدی الہ آباد (۴) میری بیوی ۱۱-۱۲ ستمبر کی شب فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ برکت علی احمدی چوہدری وال۔ (۵) میری بیوی فوت ہو گئی ہے احباب دعائے مغفرت فرماویں۔ خاکسار فتح دین از اکھوال (۶) میرا عزیز بچہ میاں محمد صدیق عمر ۱۶ سال صرف ۱۸ گھنٹے تپ محرقہ میں مبتلا رہ کر اس جہان فانی سے رحلت کر گیا۔ عزیز مرحوم نہایت نیک صابر شاکر لڑکا تھا۔ میں تمام احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں نہایت ادب و نیاز سے گذارش کرتا ہوں کہ احباب للہ عزیز مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور میرے لئے بھی دعا کریں۔ میں سب بھائیوں کا ممنون احسان ہوں گا۔ خاکسار محمد علی از فیروزپور شہر۔ (۷) میرا برادر زادہ عزیز عبد الرحمٰن ۵ ستمبر ۱۹۲۹ء اپنے حقیقی مولا کریم سے جا ملا۔ قبل اس کے میرے بھائی کے دو لڑکے فوت ہو چکے ہیں۔ احمدی احباب ...

(۸) میرا لخت جگر محمد بشیر الدین احمد عمر ۸ سال ۳۰ ستمبر ۲۹ء بمقام لالہ موسیٰ اپنے مولا کریم سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ ... مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت فرماویں اور عزیز کے والدین کے لئے صبر کی دعا۔ محمد ابراہیم ... لالہ موسیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

پنجاب میں سکھ راج قائم کرنیکا خواب

مسلمانوں کو "اکالی" کی اشتعال انگیز دھمکی

ایک متحدہ محاذ قائم کرنے کی ضرورت

بے جا تعریف کا نتیجہ

سکھوں کی ایک عرصہ کی امن سوزی اور قانون شکنی کی تعریف و توصیف کرنے ان کی ایسی حرکات کی داد دینے اور انکی پیٹھ ٹھونکنے کا نتیجہ یہ رونما ہورہا ہے کہ وہ ملک اور اہل ملک کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ اور بے چینی کا موجب بن رہے ہیں جو بات ذرا انکی مرضی اور منشاء کے خلاف ہو۔ اسپر دھمکیاں دینے۔ اور قانون شکنی کرنے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ خون کی ندیاں بہا دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے متعلق تو چونکہ سمجھتے تھے طاقت سے کام لینا خالہ جی کا گھر نہیں۔ اس لئے حکام کے آگے لیٹ لیٹ کر ماریں کھاتے رہے۔ اور کہتے یہ رہے۔ کہ "شانت متی" طریق پر عمل کر رہے ہیں۔ لیکن اپنے ہم وطنوں سے اگر انہیں کوئی اختلاف پیدا ہو۔ تو اس کا فیصلہ تلواروں اور کرپانوں سے کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور ایسا طریق عمل اختیار کرتے ہیں جو بجز اشتعال انگیز ہونیکے علاوہ نہایت ہی وحشیانہ اور متمردانہ ہوتا ہے +

"مسلمانی راج"

پنجاب سائمن کمیٹی نے اقوام پنجاب کے متعلق جو تناسب قائم کیا ہے۔ وہ اگرچہ مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہے کیونکہ انہیں ۵۶ فیصدی ہونیکے باوجود صرف ۵۱ فیصدی حق دیا گیا ہے اور مسلمان اسکے خلاف پُرزور صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اسکے ہندو اور خاص کر سکھوں کی طرف سے اس تناسب کا نام "مسلمانی راج" رکھا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے۔ اگر اس کمیٹی کی سفارشات منظور کر لی گئیں۔ تو سکھ پنجاب میں خون کی ندیاں بہا دینگے۔ اور بزور طاقت وہ کچھ حاصل کرلینگے جو ان کا جی چاہے گا +

اکالی کا عہد

چنانچہ سکھوں کے اخبار "اکالی" نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے ایک نہایت ہی اشتعال انگیز مضمون شائع کیا ہے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ سکھ مسلمانان پنجاب کو انکے جائز حقوق حاصل نہیں ہونے دینگے۔ خواہ اس کیلئے انہیں خون کی ندیاں بہانی پڑیں۔

چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے :۔

"ہم آج دنیا اور واہگورو کے سامنے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں مسلمانی راج قائم نہ ہونے دینگے۔ آئے جو آتا ہے۔ اور کرلو۔ جو کوشش تم کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم نے مسلمانی راج قائم کرنا ہے۔ تو ہمارے خون کی ندیوں میں سے گذر کر ہی کامیابی ہوسکتی ہے۔ ہماری آنکھیں ہیں۔ اور ہم آپ کی چال دیکھ رہے ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ آپکی چال کامیاب نہ ہوگی" (اکالی ۲۵ ستمبر)

مسلمانوں کی حق تلفی

اگر اسی تناسب حقوق کا نام "مسلمانی راج" ہے۔ جو پنجاب سائمن کمیٹی نے قائم کیا ہے۔ اور جس کے خلاف مسلمان پُرزور آواز اُٹھا رہے ہیں۔ تو سکھوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ اس کا "مسلمانی راج" ہونا تو الگ رہا۔ مسلمان اسے اپنی شدید حق تلفی سمجھتے ہیں۔ اور وہ قطعاً اسے منظور کرنیکے لئے تیار نہیں ہیں۔ مسلمان اپنی آبادی کے لحاظ سے حقوق حاصل کریں گے اور ان میں ایک بال کے برابر بھی کمی گوارا نہ کرینگے۔ اسکے خلاف جو کھڑا ہونا چاہتا ہے کھڑا ہو جائے۔ اور جو کوشش کرنا چاہتا ہے کرلے۔

مسلمانوں کی رگوں میں بھی خون ہے

اگر کچھ سر پھرے لوگ مسلمانوں کے حقوق میں دست اندازی کرنے کے لئے آمادہ پیکار ہوسکتے ہیں اور انصاف پسندی کے احساسات سے یکسر خالی ہو کر صریح ظلم اور جور بر کمر بستہ ہوسکتے ہیں۔ تو انکی اپنے خون کی ندیاں بہا دینے کی دھمکی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ سارے ملک کا سارا خون اکٹھا کر کے انکی رگوں میں ہی نہیں بھر دیا گیا۔ دوسروں کے جسموں میں بھی خون موجود ہے۔ اگر ان کا خون مسلمانوں کو انکے حقوق سے محروم رکھنے کے لئے ابل سکتا ہے تو مسلمانوں کا خون انکی نسبت سینکڑوں گنا زیادہ جوش دکھا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے کھڑے ہونگے۔ نہ کہ کسی پر دست درازی کرنیکے لئے اور خدائے قادر کی مدد اور نصرت انکے ساتھ ہوگی نہ کہ ظالموں اور غاصبوں کے ساتھ +

چند روزہ سکھا شاہی

اگر سلطنت اسلامی کے خاتمہ کے بعد سکھوں کو پنجاب میں چند روزہ سکھا شاہی قائم کرنے کا موقع مل گیا۔ تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ انہیں قیامت تک مسلمانانِ پنجاب پر غالب رہنے کی سند حاصل ہوگئی ہے۔ اور اب تو اسبات پر بھی عرصہ گذر گیا ہے کہ سکھا شاہی جو آندھی کیطرح آئی تھی۔ بگولے کیطرح چلی گئی۔ پھر اسپر فخر کرنے اور اسکے ذریعہ دوسروں پر رعب ڈالنے کے کیا معنے +

سکھ اور مسلمان ایک سٹیج پر

سکھوں کو سن لینا چاہیئے۔ اور کان کھولکر سن لینا چاہیئے۔ اب پنجاب میں وہ اور مسلمان ایک ہی سٹیج پر ہیں اور وہ ایک غیر ملکی حکومت کی ماتحتی ہے۔ ایسی حالت میں دونوں کے لئے مناسب یہی ہے کہ اپنے اپنے حقوق پر قانع رہیں۔ اور پدرم سلطان بود کی بے اثر اور بے حقیقت آواز بلند نہ کریں ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ انکی ماتحتی اور غلامی کی کڑیاں اور زیادہ سخت ہو جائیں گی اور وہ دست تاسف ملتے رہ جائیں گے +

صریح سینہ زوری

پنجاب میں سکھوں کی آبادی صرف ۱۱ فیصدی ہے۔ لیکن ان کا مطالبہ یہ ہے کہ انہیں حقوق کم از کم تیس فیصدی کی نسبت سے دیئے جائیں مگر مسلمان جو ۵۶ فیصدی ہیں انہیں ۵۱ فیصدی حقوق دینے کا نام وہ "مسلمانی راج" رکھتے ہیں۔ اور اس بناء پر کُشت و خون کی دھمکیاں دے رہے ہیں یہ صریح سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے لیکن یہ اب نہیں چل سکتی۔ مدت ہوئی عدل و انصاف کا وہ ضابطہ ہمیشہ کے لئے دنیا سے مفقود ہوگیا۔ جو سکھوں نے اپنی چند روزہ لوٹ گھسوٹ کے زمانہ میں جاری کیا تھا۔ اب اسے تلاش کرنے والے وہاں تو پہنچ سکتے ہیں۔ جہاں وہ گیا۔ لیکن اسے واپس نہیں لا سکتے۔ اور جب وہ واپس ہی نہیں آسکتا تو اسکے اجراء کے خواب بھی کبھی پورے نہیں ہوسکتے۔

سکھ کیا چاہتے ہیں

ذرا غور تو کیجئے۔ جو سکھ مسلمانوں کو انکی تعداد سے بھی بہت کم حق ملنے کا نام "مسلمانی راج" رکھ کر مرنے مارنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ وہ خود کیا چاہتے ہیں۔ "اکالی" نے اپنے اسی پرچہ میں لکھا ہے :۔

"ہم تو مطالبہ کو چھوڑ کر صرف یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب میں ہماری پوزیشن بااثر ہو۔ ہماری مدد کے بغیر نہ ہندوؤں کی اکثریت ہوسکے۔ اور نہ مسلمانوں کی۔ صرف اسی حالت میں ہمارا کچھ اثر ہوسکتا ہے۔ ہم مسلمانوں پر راج نہیں مانگ رہے اور نہ ہندوؤں پر مانگ رہے ہیں۔ ہم تو یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہماری ہستی بھی محسوس ہو۔ ہماری تعداد اتنی چاہیئے کہ جدھر ہم ہوں۔ ادھر ہی اکثریت ہو جائے"۔

سکھوں کا مطالبہ اور خواہش

یہ سکھوں کا "مطالبہ" نہیں۔ بلکہ "خواہش" ہے معلوم نہیں۔ اگر سکھ مطالبہ کرتے۔ تو وہ کیا ہوتا۔ غالباً پنجاب کی حکومت طلب کرتے۔ جیسا کہ بعض دفعات انکی طرف سے کہا بھی گیا ہے۔ کہ چونکہ انگریزوں نے پنجاب سکھوں سے لیا تھا اسلئے سکھوں کو ہی واپس ملنا چاہیئے ہم تو خوش ہیں کہ سکھوں کا یہ مطالبہ شرف قبولیت حاصل کرے۔ کیونکہ جب پنجاب انکے قبضہ میں آگیا۔ تو پھر اسی اصل کے ماتحت مسلمان ان سے پنجاب حاصل کرلینگے لیکن جب تک ایسا نہیں ہوتا اسوقت تک ہمیں سکھوں کے "مطالبہ" پر نہیں بلکہ انکی "خواہش" پر غور کرنا چاہیئے۔ جو یہ ہے

کہ ان کی اتنی تعداد تسلیم کرلی جائے۔ کہ جدھر وہ ہوں۔ کثرت ادھر ہی ہو گو یا عملی طور پر پنجاب کی حکومت سکھوں کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ اور اس لئے دنے دی جائے۔ کہ قدرت نے ۱۱ فیصدی سے زیادہ تعداد پنجاب میں ان کی کیوں نہیں ہونے دی۔ اس کے مقابلہ میں چونکہ مسلمانوں کا یہ قصور ہے۔ کہ ان کی تعداد تمام دیگر اقوام کی تعداد کے مجموعہ سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے ان کے لئے "اکالی" کے دربار سے یہ سزا تجویز ہوئی ہے۔ کہ حکومت سکھوں کے قبضہ میں ہو۔ تاکہ کثرت وہی سمجھی جائے۔ جسے سکھ کثرت قرار دیں۔ نہ کہ کثرت وہ قرار پائے جو تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہو۔

ہندو مسلمانوں پر سکھوں کا اقتدار

کیا "اکالی" بتا سکتا ہے۔ اس کے ان الفاظ کا کہ "ہماری تعداد اتنی چاہیے۔ کہ جدھر ہم ہوں۔ ادھر ہی اکثریت ہو جائے" کا مطلب سوائے اس کے کچھ اور ہو سکتا ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمان ۵۶ فیصدی اور ہندو ۳۲-۳۳ فیصدی ہوتے ہوئے ۱۱ فیصدی سکھوں کے قبضہ و اختیار میں دے دیئے جائیں۔ کہ سکھ جب چاہیں۔ مسلمانوں کا ساتھ دیکر ہندوؤں کو کچل دیں۔ اور جب ان کا جی چاہے۔ ہندوؤں کے ساتھ ملکر مسلمانوں کو پیس ڈالیں۔ اگر یہی مطلب ہے۔ اور یقیناً یہی ہے۔ تو اکالی صاف طور پر یہ کیوں نہیں کہدیتا۔ کہ وہ پنجاب میں سکھ راج قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کی "خواہش" یہ ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمان اور ہندو سکھوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہیں۔ حکومت کی باگ ڈور سکھوں کے ہاتھ میں ہو۔ وہ جس طرح چاہیں۔ ہندو مسلمانوں کو نچاتے رہیں۔

اگر سکھ ۱۱ فیصدی ہو کر ملک کی ۸۹ فیصدی آبادی پر اس قدر قبضہ اور اقتدار حاصل کرنیکے خواب دیکھ سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ مسلمان اپنی تعداد کے مطابق حقوق حاصل نہیں کر سکتے۔ اور وہ کونسی طاقت ہے۔ جو انہیں اس سے باز رکھ سکتی ہے۔

ہر ایک مسلمان کا عہد

سکھوں کو آج دنیا اور واہگورو کے سامنے عہد کرنیکا خیال آرہا ہے۔ اور وہ بھی مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کے لئے۔ لیکن ہر ایک مسلمان پیدا ہوتے ہی اس عہد کا پابند ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی عزت و آبرو۔ اپنے حقوق اور مال کی حفاظت آخری سانس تک کریگا۔ اور اگر اسکے لئے اسے جان بھی دینی پڑیگی۔ تو خوشی سے دیدیگا۔ تاکہ شہید کہلائے۔ پس مسلمانوں کو نئے سرے سے کوئی عہد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات کی ضرورت ہے اور ہم سمجھتے ہیں۔ حالات زمانہ روز بروز اس ضرورت کا انہیں اچھی طرح احساس کرا رہے ہیں۔ اور اکالی کے "عہد" سے تو انکی ضرور آنکھیں کھلجانی چاہئیں

تنظیم کی ضرورت

وہ ضرورت یہ ہے۔ کہ مسلمانان پنجاب کا ایک ایسا نظام قائم کیا جائے۔ اور انہیں اسطرح ایک سلک میں منسلک کر دیا جائے۔ کہ متحدہ قومی اور مذہبی اغراض اور مقاصد کے لئے وہ بنیانٌ مرصوص بن جائیں۔ تھوڑے سے تھوڑے وقفہ کے اندر وہ اپنی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے منظم طریق سے ہر میدان عمل میں لائے جاسکیں۔ ان کے اندر ایسا جوش اور ولولہ بھر دیا جائے۔ کہ قومی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کے سلئے کوئی بڑی سے بڑی تکلیف بھی ان کے سامنے پرکاہ جتنی وقعت نہ رکھے۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا

ہم صاف صاف کہدینا چاہتے ہیں۔ اب وقت باتیں بنانے کا نہیں۔ بلکہ کچھ کرکے دکھانے کا ہے۔ اگر مسلمانوں کے خلاف کوئی کھڑا ہوتا ہے۔ ان کے حقوق چھیننا چاہتا ہے۔ انہیں خون کی ندیوں میں سے گذرنے کی دعوت دیتا ہے۔ تو محض اس لئے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ مسلمان پراگندہ ہیں۔ وہ کسی بات پر جمع نہیں ہو سکتے۔ وہ کسی چیز کی حفاظت کے لئے اپنے اندرونی اختلافات ترک نہیں کر سکتے۔ ورنہ صفحۂ دنیا پر کون ہے جو مسلمانوں کی بہادری اور شجاعت کا قائل نہیں۔ ان کی جرأت اور دلیری کا معترف نہیں یہ سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور سکھوں کو بھی معلوم ہے۔ مگر وہ مسلمانوں میں تنظیم کی کمی خیال کرکے انہیں دھمکیاں دینے کی جرأت کر رہے ہیں۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ مسلمان اس بہت بڑی کمی کو جو مٹھی بھر لوگوں کو ان کے خلاف اعلان جنگ کرنے کی جرأت دلا رہی ہے جو ہندوؤں جیسی قوم کو ان کے خلاف کھڑا کر رہی ہے۔ جو ان کے مذہبی اور ملکی حقوق پر ڈاکہ ڈلوا رہی ہے۔ اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔

اگر مسلمان دنیا پر اپنے قول سے نہیں بلکہ عمل سے یہ ثابت کردیں۔ کہ اندرونی طور پر خواہ ان میں کتنے اختلافات ہوں۔ لیکن متحدہ مقاصد کے لئے وہ سارے کے سارے ایک صف میں کھڑے ہیں۔ اور متحدہ محاذ قائم کرکے ہر اس طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو ان کی عزت و آبرو جان و مال پر دست اندازی کرے۔ تو پھر کسی کی مجال نہیں۔ ان کی طرف منہ بھی کر سکے۔ بلکہ ہر قوم اپنے آپ کو ان کی نظر شفقت کا زیادہ سے زیادہ مستحق بنانے کی کوشش کرے گی۔

اسلامی اخبارات کا فرض

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اسلامی اخبارات نے اخبار "اکالی" کے جواب میں ایسے جذبات۔ اور خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو ایک باغیرت اور باحمیت قوم کے شایان شان ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ضروری ہے۔ کہ مسلم اخبارات مسلمانوں کی تنظیم اور ان کے اتحاد کو اپنا سب سے اہم فرض سمجھیں اور اس کے لئے اپنی بہترین مساعی صرف کر دیں۔ کیونکہ صرف باتوں سے کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کے لئے عمل کی ضرورت ہے۔ اور عمل بغیر تنظیم کے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

مولوی ظفر علی صاحب سنبھلے

نہرو رپورٹ پر جس میں مسلمانوں کے حقوق نہایت بیدردی سے پامال کئے گئے تھے۔ دستخط کرنے والوں میں سب سے پیش پیش مولوی ظفر علی صاحب تھے۔ انہوں نے صرف خود دستخط کئے۔ بلکہ اس رپورٹ کو مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لئے "زمیندار" کو اس کام کے لئے وقف کر دیا۔ اور خود بھی دورے کرتے اور اس کی حمایت میں لیکچر دیتے رہے۔ لیکن اب ان پر بھی واضح ہو رہا ہے۔ کہ ہندو صاحبان مسلمانوں کو ان کے حقوق سے بالکل محروم کر دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی کچھ سنبھلتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ چند دن ہوئے انہوں نے لدھیانہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"ہم لوگوں نے نہرو رپورٹ پر جب لکھنؤ میں اپنے دستخط ثبت کئے تھے۔ تو اس امید پر کئے تھے۔ کہ حق رائے دہندگی عمومی کے نفاذ کے ساتھ ہی پنجاب میں مسلمانوں کی آئینی اکثریت ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گی۔ ہمیں یقین تھا۔ کہ جس طرح مدراس کی ترانوے فیصدی بمبئی کی نوے فیصدی۔ صوبجات متوسط کی پچانوے فیصدی۔ ممالک متحدہ آگرہ واودھ کی چھیاسی فیصدی اور بہار و اڑیسہ کی نواسی فیصدی ہندو آبادی اپنے قدرتی تناسب کے لحاظ سے ہندوستان کے آئندہ نظم و نسق پر حاوی ہوگی۔ ان صوبوں کی مسلمان اقلیتیں ان کے لطف و انصاف پر پورا بھروسہ کرسکینگی۔ اور مسلمانوں کو یہ حق نہ ہوگا۔ کہ ان صوبوں کی طرز حکومت پر رام راج کے آوازے کسیں۔ اسی طرح بلوچستان۔ سندھ صوبہ سرحد پنجاب اور بنگال کی مسلم اکثریتیں بھی اپنے قدرتی تناسب کی بنا پر حقوق نیابت سے بہرہ اندوز ہوں گی۔" (زمیندار۔ ۲۲؍ ستمبر)

پنجاب میں مسلم اکثریت کے خلاف جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ باقی صوبوں میں اس سے بہتری کی توقع فضول ہے۔ وقت آگیا ہے۔ کہ نہرو رپورٹ پر دستخط کرنیوالے دوسرے مسلمان بھی مولوی ظفر علی صاحب کی تقلید کریں۔ اور مسلمانوں کے حقوق تمام مصلحتوں پر مقدم کرلیں۔

کانگریس کی بے اُصولی

کانگریس کے آئندہ اجلاس کی صدارت سے گاندھی جی نے انکار کرکے کانگریسیوں کو ایک بہت بڑی مشکل میں مبتلا کر دیا۔ اور اب معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگریس کمیٹی نے پنڈت جواہر لعل نہرو کو ان کی بجائے صدر منتخب کیا ہے ہر شخص اس بات سے آگاہ ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو جو نوجوان بھارت سبھا کے صدر ہیں۔ "آزادی زیر سایہ برطانیہ" کے جو کانگریس کا نصب العین ہے۔ سخت مخالف اور کامل آزادی کے حامی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کانگریس کے مقاصد سے اصولی اختلاف رکھنے والے کو کیوں صدر منتخب کیا گیا ہے۔ کانگریس کی یہ ایسی بے اصولی ہے۔ جس پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

دیانندیوں کی تازہ شرارت

قانون شکنی کرتے ہوئے قادیان کا مذبح گرانے کے بعد دیانندیوں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ وہ ان مسلمان دکانداروں کا کاروبار بھی بند کرنے کیلئے اپنی قوت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جو مذبح کے کھلنے سے بھی قبل اپنا کام کرتے تھے۔ اور اس کے لئے محض غلط اور بے بنیاد الزام تراش رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" ۲؍ اکتوبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے "مرزائیوں نے ایک شخص کو گئو ماتا کے کباب بناکر فروخت کرنے کیلئے مقرر کیا ہوا ہے۔ اور باوجود ڈپٹی کمشنر صاحب کی مخالفت کے گئوکشی کرتے ہیں۔ یہ مسلمان اشتعال دلانے کیلئے آواز دیدے کر کہتا ہے۔ کہ گائے کے گوشت کے کباب کھاؤ"۔

ہم "ملاپ" اور اس کے سارے دیانندیوں سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اگر ان الفاظ میں کچھ بھی صداقت ہے۔ تو وہ ان لوگوں کے نام بتلائے جو قادیان میں گئوکشی کرتے ہیں نیز اس شخص کا بھی نام بتلائے جسے گائے کے گوشت کے کباب فروخت کرنے کیلئے کسی نے مقرر کیا ہے۔ اور وہ آواز دے دے کر کہتا ہے۔ کہ گائے کے گوشت کے کباب کھاؤ۔ ہم اسے دیانندیوں کی محض شرارت اور فتنہ انگیزی قرار دیتے ہیں۔

کشمیر سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی پہلی تقریر

مذبح قادیان کے انہدام کے متعلق اظہار خیالات

ہم کوئی ایسی بات برداشت نہیں کر سکتے جس سے بے غیرتی پیدا ہو

۷/اکتوبر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشمیر سے تشریف لانے پر لوکل جماعت احمدیہ نے حضور کی خدمت میں جو ایڈریس پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- میں اپنے دوستوں کا اس اظہار مسرت اور اظہار اخلاص پر جو میری آمد پر انہوں نے کیا ہے۔

شکریہ

ادا کرتے ہوئے اور اللہ سے یہ دعا کرتے ہوئے کہ اللہ انہیں اس خلاص و محبت کی

جزائے خیر

عطا کرے۔ اس موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جس پر کہ اس ایڈریس کے جو اسوقت میری آمد پر پڑھا گیا ہے۔ اکثر مطالب حاوی ہیں۔

دنیا جانتی ہے، ہم نے بزدل کہلا کر۔ خوشامدی کہلا کر۔ لالچی اور حریص کہلا کر۔ بے وقوف اور جاہل کہلا کر اور ہر قسم کے بُرے سے بُرے نام رکھا کر بھی دنیا میں

امن اور آشتی قائم رکھنے کے لئے

ہر قسم کی سعی اور جدوجہد سے کام لیا ہے۔ لوگوں نے ہمارے نازک ترین احساسات کو صدمہ پہنچایا۔ اور ہر طرح کے طعنوں سے بھڑکایا۔ لیکن باوجود ان کے اشتعال اور غیرت دلانے کے ہم نے اپنے جذبات کو دبائے رکھا۔ اور فتنوں اور فسادات کی آگ کو بھڑکانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ ان کے مٹانے کی سعی کی ہے۔ لیکن

ایک بات

ہے۔ جو میں اپنی جماعت کے دوستوں کو سُنا دینا اور ساری دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مومن اگر ایک وقت اپنی نرمی، آشتی اور صلح جوئی کے ثبوت کے لئے

ہر ایک قربانی

کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ تو جس وقت اس کی اس آزمائش اور اس امتحان کو ایسے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں سے آگے چلنے سے شریعت اُسے روک دیتی ہے۔ اس وقت اس سے بڑھ کر

بہادر اور جری

بھی کوئی نہیں ہوتا۔ اسوقت اُسے بہادری اور شجاعت دکھانے سے نہ دُنیا کی حکومتیں روک سکتی ہیں۔ نہ گورنمنٹیں اس کا کچھ کر سکتی ہیں۔ کیونکہ دنیا میں کسی کام سے رُکنے اور باز رہنے کی دو ہی وجوہ ہوتی ہیں۔ اول شریعت اور عقل کہتی ہے کہ یہ کام نہ کرو۔ دوسرے بزدلی اور منافقت کہتی ہے۔ اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ لیکن جب مومن کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ شریعت اور عقل فلاں کام کرنے سے روکتی نہیں۔ بلکہ اس کے کرنے کا حکم دیتی ہے۔ تو ایک ہی بات باقی رہ جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ بزدلی اسے اس کام کے کرنے سے روک دے۔ مگر

خدا کے بندے کبھی بزدل نہیں ہوتے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ؎ صادق بزدلے نبود اگر بیند قیامت را۔

جو شخص سچائی پر قائم ہو۔ جو یہ سمجھتا ہو۔ کہ جس رستہ پر چل رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کا رستہ ہے۔ تو پھر اگر قیامت بھی آجائے۔ تو وہ بزدلی نہیں دکھایا کرتا۔ پس ہم اپنی ان

قدیم روایات

کو قائم رکھتے ہوئے جن کی وجہ سے ہم نے اپنے ہم قوموں اور اپنے بھائیوں سے لڑائی مول لی۔ ان کی ناراضی برداشت کی۔ ان کے طعنے سُنے۔ انہیں قائم رکھتے ہوئے سعی کرینگے۔ کہ دنیا میں امن قائم رہے۔ فتنہ و فساد نہ پیدا ہو۔ مگر دُنیا کو یہ بھی معلوم ہو جانا چاہیئے۔ جہاں ہم خود ابتدا نہ کریں گے۔ وہاں اگر کوئی ہمارے متعلق ابتدا کریگا۔ تو ہم اس کی کوئی حرکت بھی برداشت نہیں کرینگے۔ اور وہ وہ کچھ دیکھیگا۔ جو اس کے

وہم و خیال

میں بھی نہ ہوگا۔ ہم کسی کے خلاف ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ لیکن جو ہاتھ ہمارے خلاف اٹھیگا۔ وہ شل کیا جائے گا۔ وہ قطع کیا جائیگا۔ اور وہ کبھی کامیابی سے نیچے نہیں جھکیگا۔ ہم نے کبھی باتیں نہیں بنائیں۔ کبھی بڑھ بڑھ کر دعوے نہیں کئے اور اس وجہ سے لوگوں کے اعتراض بھی سُنے۔ جب انہوں نے بڑے بڑے دعوے کئے۔ کہ ہم یہ کر دینگے۔ وہ کر دینگے۔ اس وقت ہم ان کے دعووں میں شریک نہ ہوئے۔ اس لئے کہ ہم جانتے تھے۔ یہ محض دعوے ہیں۔ جن پر کبھی عمل نہیں کیا جائیگا۔ اس پر ہمارے متعلق کہا گیا۔ یہ بزدل ہیں۔ اس لئے پیچھے ہٹ گئے ہیں مگر کر کے انہوں نے بھی کچھ نہ دکھایا۔ صرف باتیں کر کے رہ گئے۔

غرض ہم نے کبھی نہیں کہا۔ کہ ہم

خون کی ندیاں

بہا دینگے۔ اور ہم تو لوگوں کے زخم مندمل کرنے آئے ہیں۔ نہ کہ خون بہانے کے لئے۔ پس ہم اب بھی یہی کہیں گے۔ کہ ہم دنیا میں امن اور صلح قائم کریں گے۔ مگر باوجود اس کے میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی ہمارے امن پسندی کے جذبات سے

غلط فائدہ

اٹھا کر قدم اٹھانا چاہے۔ تو اُسے معلوم ہو جانا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی جماعتوں نے کبھی پیٹھ نہیں دکھائی۔ اور پہلوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم بھی پیٹھ دکھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مگر میں نے بتایا ہے۔ ہم یوں دعوے نہیں کیا کرتے اور اس وقت بھی میں کوئی دعوے کرنا پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے میں اس بات کو طول دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ صرف اتنا کہتا ہوں۔ جب کوئی ایسا موقعہ آئے گا اس وقت ہم دکھا دیں گے۔ کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور کیا کرتے ہیں۔

مومن کا کام

وقت اور موقعہ پر کر کے دکھانا ہوتا ہے۔ اس لئے اسے کسی دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ خیالات کا اظہار نہ کرنے کی وجہ سے دوسرے دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں فساد بڑھانے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ امن پسندی کی نیت سے بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہم قیام امن کے لئے سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی ایسی بات برداشت نہیں کر سکتے۔ جس سے بے غیرتی اور بے حمیتی پیدا ہو۔ مذبح کے سوال پر میں نے ٹھنڈے دل سے غور کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ سوال یہ نہیں۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں نے

اینٹوں کی ایک چار دیواری

گرادی۔ یا یہ کہ ایک خاص غذا کھانے سے مسلمانوں کو روک دیا۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ کوئی قوم اپنی نجابت اور شرافت کو ثابت کرنے کے لئے کبھی ایسی زندگی برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ ایک دوسری قوم اسے کہے۔ کہ جو میں کہوں۔ وہ کرو اور جس کی میں اجازت دوں۔ وہ کھاؤ۔ اس قوم سے بڑھ کر

بے غیرت قوم

اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جو اپنے کھانے پینے کو دوسری قوم کے اختیار میں دیدے۔ اسلام نے کسی غیر مسلم کو مجبور نہیں کیا۔ کہ اس کی تعلیم پر عمل کرے۔ لیکن اس بات کی بھی کسی کو اجازت نہیں دی کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کی تعلیم پر چلنے کیلئے مجبور کرے کیا یہ

عجیب بات

نہیں۔ کہ ہندو ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کہتے تو یہ ہیں۔ کہ اسلام جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر جبر خود کرنا چاہتے ہیں۔ اور گائے کا گوشت جبراً بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام نے تو اُن معاملات میں بھی جبر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جو کہ گائے کی نسبت بہت اہم ہیں۔ مثلاً سود خوری ہے۔ اسے

خدا سے لڑائی

قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہم روزانہ بنیوں اور مہاجنوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ سودی کاروبار کرتے ہیں۔ مگر ہم ان کی بہیوں کو چاک نہیں کر دیتے۔ لیکن اگر یہی طریق جاری ہو جائے۔ کہ جو بات کسی کو دوسرے مذاہب والوں کی ناپسند ہو۔ اس سے جبراً روک دے۔ تو ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ اسلام نے سُود خوری کو خدا سے جنگ قرار دیا ہے۔ اگر اسی اصل پر عمل ہونا چاہیئے۔ جو ہندو گائے کے متعلق قرار دے رہے ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کو بھی حق حاصل ہونا چاہیئے۔ سودی لین دین کرنے والوں کو جبراً روک دیں۔ ان کی بہیاں پھاڑ دیں۔ اور ان کے مکان گرا دیں۔ کیا دوسری قومیں مسلمانوں کو یہ حق دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہا جاتا ہے مسلمانوں کو

گائے ذبح کرنے کا حکم

تو نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کیا وید میں سود لینے کا حکم ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ جو سُود لیگا۔ اس کی مکتی نہ ہوگی۔ اگر نہیں۔ تو گائے اور سُود کا معاملہ ایک ہی جیسا ہے انہیں ان کا مذہب سُود لینے سے روکتا ہے۔ لیکن ہمارا مذہب گائے ذبح کرنا جائز قرار دیتا ہے۔ اور سودی کاروبار کو خدا سے جنگ بتاتا ہے۔ پھر ہم مسلمان ہی گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔ دوسرے ہماری نقل نہیں کرتے۔ مگر ہندوؤں کا سودی کاروبار دیکھکر کچھ مسلمان بھی سُود لینے لگ گئے ہیں۔ اگر اسی اصل پر عمل کرنا چاہیئے۔ تو کیا دوسری قومیں اس کے لئے تیار ہیں؟ ہمیں تو اس اصل کی صحت سے انکار ہے۔ لیکن جو اس پر عمل کرتے ہیں۔ کیا وہ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ان کی جو بات ناگوار ہو۔ اس میں وہ بھی جبر کریں۔ کیا اس طرح ملک میں امن قائم رہ سکتا ہے۔ اور ملک کے باشندے امن کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے۔ کہ جہاں مسلمانوں کا زور ہوا۔ وہاں مسلمانوں نے ہندوؤں کو دبا لیا۔ اور جہاں ہندوؤں کا زور ہوا۔

دہاں انہوں نے مسلمانوں کو دبالیا۔ اس سے نہ کوئی قوم قائم رہ سکتی ہے۔ نہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں

مختلف مذاہب کے لوگ

رہتے ہیں۔ تو اس سچائی کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرکے زندگی بسر نہیں کی جاسکتی۔ منہ سے سوراج سوراج کہنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ نہ وطنیت وطنیت کہنے سے قائم ہو سکتی ہے۔ بلکہ جب یہ سمجھ لیں۔ کہ ہندوستان میں کئی مذاہب قائم ہیں۔ جن کا آپس میں اختلاف ہے اور ہر ایک کا حق ہے۔ کہ

اپنے اپنے مذہب پر

چلے۔ دوسرے کو کسی کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دینا چاہیئے۔ اس وقت وطنیت قائم ہو سکتی ہے۔ لیکن جب تک اس بات کو تسلیم نہ کر لیا جائے اور اس کے مطابق زندگی بسر نہ کیجائے اسوقت تک نہ وطنیت قائم ہو سکتی ہے نہ سوجیہ بلیکنا ہے

ہم اس رواداری سے کام لینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس کا

عملی ثبوت

دے رہے ہیں۔ ہمارے مرکز میں غیر مذاہب کے لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن سے مسلمانوں کے احساسات کو شدید صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر ہم ان میں دخل نہیں دیتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ ہر ایک کی مرضی اور اختیار ہے۔ جو چاہے کرے۔ جب دوسروں کے متعلق ہمارا یہ رویہ ہے۔ تو ہم یہ کس طرح برداشت کرسکتے ہیں۔ کہ وہ چیز جو ہمارے مذہب نے ہمارے لئے جائز قرار دی ہے۔ وہ دوسروں کے دباؤ سے چھوڑ دیں۔ ہم اپنی مرضی اور اختیار اور سمجھ سے جو چاہیں چھوڑ دیں۔ مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم اپنی نسلوں میں یہ احساس پیدا ہونے دیں۔ کہ فلاں چیز ہم سے زبردستی چھڑوائی ہے۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ ہم اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لئے

ہندوؤں اور سکھوں کی غلامی

میں دیدیں۔ پس موجودہ حالات میں ذبیحہ گائے کا سوال مسلمانوں کے لئے ایسا اہم ہے۔ کہ اس پر ان کی اولادوں کی غلامی اور آزادی کا انحصار ہے دوسری طرف جو لوگ ذبیحہ گائے کو روکنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کے احساسات حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ورنہ ان کا حق نہیں۔ کہ ایسا کریں کیونکہ جو گائے کا گوشت کھانا چاہتے ہیں۔ وہ ان کے مذہب کے لوگ نہیں بلکہ الگ مذہب کے ہیں۔ اور دوسروں پر جبر کرنے کا انہیں کیا حق ہے۔

بہر حال انہوں نے جو جبر کا نمونہ دکھایا ہے اس نے مسلمانوں کو بتا دیا ہے۔ کہ یہ ان کی

غلامی اور حریت کا سوال

ہے۔ اور اس وجہ سے ہم اسے حل کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے۔ ان میں کوئی انتظام نہیں۔ انہیں بچھاڑنے کے کئی طریق برادران وطن جانتے۔ اور ان پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ ہم حق کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اس لئے کامیاب ہونگے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔ پس اگر ہمسایہ قوموں نے ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔ تو ہم نہ صرف پنجاب کے بلکہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو منظم کرینگے تاکہ وہ اپنے حقوق حاصل کریں۔ اور غیر مسلموں کے حد سے بڑھے ہوئے احساسات مٹا دیں اس کی ذمہ داری انہی لوگوں پر ہوگی۔ جو اس بات کیلئے مسلمانوں کو مجبور کر رہے ہیں۔

ہم نے ان لوگوں کا ہمیشہ بیحد خیال رکھا۔ یہاں کے لوگ۔ گواہ ہیں۔ کہ میں نے ایک آدمی کو یہاں سے اسلئے نکال دیا۔ کہ اس نے گائے کا گوشت فروخت کیا اور جب تک میں نے یہ محسوس نہیں کیا۔ کہ اس کام کی واقعی ضرورت ہے۔ اس وقت تک اسکی اجازت نہیں دی۔ ممکن ہے۔ یہاں کے لوگ غصہ کی حالت میں اسکا انکار کردیں۔ جسطرح انہوں نے کہا تھا۔ کہ پہلے گورنمنٹ نے اجازت نہیں دی تھی نہ کہ آپ نے روکا تھا۔ حالانکہ اسوقت میں نے افسروں کو اجازت دینے سے روکا تھا اور پھر جس قادیان کے

ایک معزز ہندو کا خط

موجود ہے جس میں انہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ میں نے ہی پہلے مذبح کو روکا تھا غرض ہم نے ہر طرح ان کا خیال رکھا۔ اور بہت عرصہ تک رکھا۔ حالانکہ اس عرصہ میں بھی یہ لوگ ہمیں نقصان پہنچانے کی ہر طرح کوشش کرتے رہے اور میں سمجھتا ہوں جو طریق انہوں نے اسدفعہ اختیار کیا۔ اگر اسکی بجائے پہلی طرح ہی میرے پاس آتے تو جس قدر ممکن ہوتا۔ میں ان کا خیال رکھتا۔ اور میرے ذہن میں ایسی تجاویز تھیں کہ ان پر عمل کرنے سے

ہندو اور سکھ صاحبان کی دلجوئی

ہو سکتی تھی۔ مگر ان میں سے ایک فریق نے تو دھمکی دی۔ کہ اگر مذبح جاری ہوا۔ تو فساد ہو جائیگا۔ اور چونکہ دھمکی کوئی باغیرت انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلئے میں نے بھی کہدیا۔ جو فساد کرنا چاہتے ہوں۔ وہ کرکے دیکھ لیں۔ دوسرا فریق ملنے کا وعدہ کرکے نہ آیا۔ اس نے سمجھا۔ وہ زور سے جو چاہے منوا لیگا۔ ورنہ اگر یہ لوگ میرے پاس آتے۔ تو انکا مدعا ان کے اختیار کردہ طریق سے زیادہ بہتر حاصل ہوتا۔ میں نہیں سمجھتا۔ گورنمنٹ کس طرح ایسا

ظالمانہ اور خلاف عقل فعل

کر سکتی ہے۔ کہ مذبح کو روک دے۔ لیکن اگر وہ ایسا ہی کرے۔ تو بیسیوں طریق ایسے ہیں۔ جن پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ذبیحہ گائے گورنمنٹ کے روکنے سے بھی نہیں رُک سکتا۔ اور قانون کے اندر رہ کر اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اور مذبح سے بھی زیادہ کیا جاسکتا ہے پس اگر مذبح کو روک بھی دیا گیا۔ تو ہم قانون کے الفاظ کی تو پابندی کرینگے۔ مگر اس کی رُوح کو کچل دینگے۔ اور خود کئی ہندوؤں نے میری اس چٹھی کے جواب میں جو میں نے شائع کی ہے تسلیم کیا ہے۔ کہ قانون کے ذریعہ اس کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ قانون کے ذریعہ ذبیحہ گائے روکا جاسکتا ہے۔ ایسی باتیں آپس کے سمجھوتہ سے ہی طے ہو سکتی ہیں۔ اور قانون کی نسبت زیادہ عمدگی سے طے ہو سکتی ہیں مگر اس طریق کو چھوڑ کر جبر کا رنگ اختیار کیا گیا۔ اس لئے ہم بھی مجبور ہیں۔ کہ حریت کی روح دکھائیں۔ اور اپنا حق حاصل کریں۔ پس ہم اب اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہاں غور کرنے کیلئے اب بھی تیار ہیں۔ بشرطیکہ پہلے مذبح قائم کر دیا جائے جنہوں نے مذبح گرایا ہے وہ پہلے اسے بنا دیں۔ اور پھر میرے پاس آئیں۔ اور مجھ سے بات کریں۔ مذبح کے کھڑے ہونے سے پہلے نہیں۔ اس صورت میں ہم تمام وہ طریق اختیار کرینگے جن سے اپنی عزت قائم کر سکیں۔ اور دنیا کو بتا دیں۔ کہ ہم کسی کے غلام ہو کر رہنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ میں نے بتایا ہے۔

گورنمنٹ کے قانون کی پابندی

کرنا ہمارے لئے مذہبًا ضروری ہے۔ مگر ایسے رستے ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ اس قانون کی غرض باطل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت کے ایک معزز شخص نے حکومت کے ایک بڑے افسر سے کہدیا تھا۔ آپ جو چاہیں۔ کرلیں۔ میں بھی تمہیں حکومت نہیں کرنے دونگا۔ بگاڑیوں کے پیچھے ہی پھرتا رہوں گا۔ تو وہ

غلطی کا ازالہ

کرکے آئیں۔ میں ہر وہ طریق اختیار کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جو ہماری عزت کو قائم رکھ سکے۔ ہماری ضرورت پوری کر سکے اور انکے احساسات کا خیال رکھا جا سکے۔ غرض ہم ان کے احساسات کو زیادہ سے زیادہ مدنظر رکھینگے۔ ورنہ نہ صرف ہم ہی ذبیحہ گائے پر زور دیں گے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنیکی تحریک کرینگے۔

باوجود اس کے کہ مقامی ہندوؤں کے تعلقات ہم سے اچھے نہ تھے۔ وہ جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرکے فتنہ پیدا کرنیکی کوشش کرتے رہتے تھے۔ میں نے

ہمیشہ ان کا خیال رکھا اور جب ایک گذشتہ سال مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ سیاسی تعلقات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے یہ تحریک کی۔ کہ

گائے کی قربانی

زیادہ کی جائے۔ تو میں نے اعلان کر دیا۔ کہ ہندوؤں کی دل آزاری کی غرض سے ایسا نہ کیا جائے۔ اس طرح قربانی نہ ہوگی۔ مگر ہماری ان باتوں کا کوئی خیال نہ کیا گیا۔ ہماری امن پسندی کو بزدلی بتایا گیا۔ اور کہا گیا۔ قادیان کے ارد گرد سکھوں اور ہندوؤں کے ۸۴ گاؤں ہیں۔ وہ مذبح قائم نہیں ہونے دینگے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر ۸۴ گاؤں بھی ہوں تو کیا ہوا۔ مومن تو ساری دنیا سے بھی نہیں ڈرتا۔ میں تو اگر اکیلا ہوتا اور ۸۴ چھوڑ ۸۴ لاکھ گاؤں بھی ارد گرد ہوتے۔ اور

عزت کا سوال

ہوتا۔ تو میں اکیلا ہی گائے ذبح کرتا۔ اور سب سے کہدیتا۔ آؤ جو کر سکتے ہو۔ کرلو۔ انسان زندہ رہتا ہے کچھ کرنے کیلئے۔ اگر اسکی عزت ہی نہ رہی تو اس نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔ جس کیلئے زندہ ہے۔ ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من قتل دون مالہ وعرضہ فھو شہید۔ کہ جو اپنے مال اور عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے۔ وہ شہید ہے۔ پس مومن موت سے نہیں ڈر سکتا۔ اگر کوئی اسے موت کی دھمکی دیتا ہے۔ تو وہ بڑی خوشی سے اسے خیر مقدم کرتا ہے کہ آؤ جو مارنا چاہتا ہے مار ڈالے۔ مگر جن کو خدا نے

زندہ رکھنے کیلئے

پیدا کیا ہے انہیں کون مار سکتا ہے۔ مومن تو اس دیو کی طرح ہوتا ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے خون کی ایک ایک بوند سے ایک ایک دیو پیدا ہو جاتا تھا۔ اگر کوئی ایک احمدی کو ماریگا۔ تو اسکی جگہ سو کھڑے ہو جائینگے جسکا جی چاہے یہ تماشہ دیکھ لے۔ اور ہم سے پہلے کونسی کمی کی گئی ہے۔ لیکن ہمارا کیا بگاڑ لیا۔ ابھی دیکھ لو ہندوؤں اور سکھوں نے مذبح کی اینٹیں ہی جا اکھاڑیں۔ کہ

سارے مسلمانوں کے دل

اکٹھے ہو گئے۔ اگر اس قسم کے جبر سے یہ لوگ کام لینگے۔ تو اس میں ہماری فائدہ ہے مسلمانوں میں قومی غیرت بھڑکیگی اور مسلمانوں کا تفرقہ جسکا کوئی علاج نظر نہیں آتا اسطرح دور ہو جائیگا۔ پس ہم ان دھمکیوں سے گھبراتے نہیں۔ ہاں کوئی صدمہ ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ ہم دنیا میں جو صلح و آشتی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اسے نقصان پہنچے۔ ہم یہی دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی عزت قائم رکھنے اور امن و آشتی سے زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ ہم خود بھی امن میں رہیں اور اپنے ہمسایوں کو بھی امن دیں غرض یہ ایک اہم معاملہ ہو گیا ہے۔ اور اس کا

سب اسلامی فرقوں سے تعلق

ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے۔ کہ اس قسم کے نقصان ہمیں اسلئے پہنچ رہے ہیں۔ کہ جن امور میں ہمیں اتحاد کرنا چاہیئے ان میں نہیں کرتے۔ اسوجہ سے ہم کو دوسری قومیں وہی سلوک کر رہی ہیں جو ایک [illegible] نے ایک میر ایک مولوی اور ایک انکے خادم سے کیا تھا۔ کہ ان تینوں کو اکیلے اکیلے کرکے خوب پیٹا تھا۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ مسلمانوں میں یہ بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ کہ جن باتوں میں ہم متفق ہو سکتے ہیں ان میں متفق ہو جانا چاہئے میں نے

مسلمانوں کی تنظیم

کے متعلق ایک سکیم سوچی ہے۔ جو ایسے اصول پر ہے۔ جو مسلمان خود تسلیم کرلیں پہلے قادیان کے ارد گرد اور ضلع گورداسپور کے مسلمانوں میں سے جاری کرنیکا ارادہ ہے پھر وسعت دیجائیگی اگر مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کھل گئی ہیں۔ تو دوسری قومیں خود بخود انہیں حقوق دیدیں گی۔

اب وقت نہیں ہے۔ کیونکہ مغرب کی نماز قریب ہے۔ کہ میں سکیم کے متعلق کچھ کہوں میرا ارادہ ہے

لوگوں کو جمع کرکے یہ سکیم ان کے سامنے پیش کروں۔ اور پھر کاروائی شروع کی جائے۔ میں اس بات پر بھی خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قادیان کے دوسرے مسلمانوں سے جو کشیدگی چلی آتی تھی۔ وہ اس موقعہ پر دور ہو گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں

احمدی احباب کے سوچنے اور عمل کرنے کیلئے چند باتیں

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً

وہی بابرکت اور قادر ہستی جس نے موت اور حیات پر دست تصرف رکھا ہوا ہے اور تم کو صرف احسن اعمال کے بجالانے کے لئے ہی اس عالم میں محدود زمانہ تک رکھو کر ان اعمال حسنہ کی پاداش پھر دارالسلام میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دینا چاہتا ہے۔ تم سے اے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی برگزیدہ جماعت جانتے ہو۔ کس قسم کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہی مطالبہ کرتا ہے۔ جس پر تمام اعمال حسنہ لبطور محور کے گردش کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا عہد

جماعت احمدیہ کا اُس مبارک ہاتھ پر جو دراصل خدا تعالےٰ کا ہاتھ تھا۔ یہ معاہدہ کرنا کہ ہم "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" صرف چند الفاظ ہیں۔ مگر فکر اور سوچ سے کام لیا جائے۔ تو یہ ایسا زبردست معاہدہ ہے جس کے وفا نہ کرنے پر والذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقہٖ ویقطعون ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولٰئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار جیسی آیت کا حکم جاری کیا جا سکتا ہے۔ بھلا خدا تعالےٰ کے ساتھ معاہدہ کر کے اسے وفا نہ کرنا اور ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصل سے اعراض کرنا کس کس لعنت۔ کس کس برائی۔ اور کس کس بُرے انجام کا وارث نہیں بنا سکتا تم پر واجب اور ضروری ہے۔ اور ہر وقت واجب اور ضروری ہو چکا ہے۔ کہ تم دین کو دنیا پر ہر معاملہ میں مقدم کر کے دکھاؤ۔ خوب یاد رکھو اور غور سے سنو۔ مسیح محمدی نے اپنے انفاس سے اور اپنے اخلاق سے ہی دنیا پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ اُس نے تمہیں رات دن یضع الحرب سکھایا۔ اور اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ کا ادب کیا ہے۔ اور تمہارے لئے ان تمام صفات سے متصف ہونے کی کشتی نوح میں از حد تاکید بھی کی ہے۔ جن کے ہونے سے تم فرشتوں کی طرح زمین پر چل سکتے ہو۔ اور اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما تمہارا ادنیٰ وطیرہ ہو سکتا ہے۔

قلت کا غلبہ

اگر قلت نے کبھی کثرت پر غلبہ پایا ہے۔ اور ہمیشہ حق کی حامل قلت نے پایا ہے۔ تو تمہیں بھی اسی گُر پر عمل کرنا پڑے گا۔ منہ کی لڑائیوں اور تری اکڑفوں سے نہ کبھی کامیابی ہوئی ہے۔ اور نہ ہی کوئی عقلمند آئندہ اس کی امید رکھ سکتا ہے۔ اما الزبد فیذھب جفاءً واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ جھاگ گو کیسی ہی اُبھری ہوئی کیوں نہ ہو اور حقیقت کو چھپا ہی کیوں نہ دے (کچھ قلیل عرصہ کے لئے) فی الاصل ہے تو جھاگ ہی۔ مگر وہی زندگی بخش آب حیات زمین پر قیام رکھتا ہے۔ جو لوگوں کے لئے نہایت ہی نفع رساں شئے ہے۔ اور دراصل فی المعنیٰ نافع چیز ہے۔

مومن کو کیا کرنا چاہیئے۔

مومن کی مثال تو نرم گھاس کی طرح ہے۔ جسے ادھر اُدھر کے زمانے کی ہوا کے تھپیڑے کبھی زمین سے نہیں اکھیڑ سکتے ہیں۔ اکھڑتا وہی ہے جو اکڑتا ہے۔ اور ہر وقت مقابلے کے لئے تنا رہتا ہے۔ تم نے تو سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل دکھانا ہے۔ اخلاق کی بڑی ضرورت ہے۔ اور نئے سرے سے بڑی ضرورت ہے۔ حقوق کے حصول کے لئے اور حقیقی حقوق کے لئے بھی تم نے ہی احسن رنگ میں اُسوہ حسنہ قائم کرنا ہے گو بظاہر مسلمان کافر کے ہاتھ میں جاتا نظر آئے (جیسا کہ صلح حدیبیہ میں کیا گیا تھا) مگر اخلاق فاضلہ کو بہر صورت ہاتھ سے نہیں دینا۔ ارحموا من فی الارض تب ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ کافی سے زیادہ برداشت اور تحمل کا مادہ اور ایثار علی النفس کا شیوہ پیدا ہو جائے۔ اگر یرحمکم من فی السماء تمہاری دلی خواہش ہے۔ تو اخلاقی حصہ میں رحم کا پہلو زبردست حصہ لیتا ہوا نظر آنا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب تو نہیں ہے۔ اور ہرگز ہرگز ایسا خیال نہ کریں کہ تمہاری چیز کو جب کوئی لینا چاہے۔ تو میں تمہیں ہر وقت نرمی ہی کی تلقین کر رہا ہوں۔ ایسے وقت میں تو من قتل دون مالہٖ فھو شھید تمہارا مسنون طریق تمہارے ہاتھ سے کسی طرح بھی نہ نکلنا چاہیئے۔ مگر اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔ اور انّہٗ لا یحب الظّٰلمین کہ مظلوم ہونے کی حالت میں لڑو۔ مگر ظلم پھر بھی نہ کرو۔ کیونکہ ظالم سے محبت کرنا خدا تعالےٰ کا کام نہیں ہے۔ کا مفہوم بھی تمہاری نظروں کے سامنے ہی رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کو تشریف لے جاتے ہیں۔ کفار مکہ حج جیسے شعار اسلام سے روکتے ہیں۔ کڑی شرطیں لگاتے ہیں۔ صحابہ کی برداشت سے بڑھ کر کام لیا جاتا ہے۔ لیکن وہ رحمۃ للعالمین ہستی حج سے رُکتی ہے۔ سخت کڑی شرطوں پر مصالحت کرتی ہے۔ کیوں صرف اسی لئے۔ کہ اب اگر چند جانیں طرفین سے ضائع ہو گئیں۔ تو زندگی بھر بہت سے ایسے شعار اسلام کو بجالانے کے قابل ہو سکیں گی۔ اور یہ موجودہ ذلت جو محض للہ ہے اور احترام ہے انسانی خون کا اپنا اچھا پھل دئے بغیر نہ رہ سکے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ امر تمام مکے والوں کی توبہ اور جان بخشی کا ذریعہ ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مخلوق الٰہی کی خیر خواہی

کلوا واشربوا پر عمل کرنا ہماری زندگی کے سہارے کا ممد ہے لیکن لا تسرفوا۔ کا مدت بھی بہر صورت ناجائز اور ناروا ہی رہے گا۔ جسم پروری ضروری اسلامی شعار سے نہیں ہے۔ ہاں ایثار علی النفس بے شک محل مدح میں آیا ہے۔ پس ہمارے لئے کسی صورت میں بھی نفر اسلام کو ہاتھ سے دینا روا اور درست نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا مخلوق خدا کو دل کھول کر دیا ہے۔ مگر اپنے اہل خانہ کو اکثر خود محروم رکھا ہے۔ پس کریم وہی ہو سکتا ہے۔ جو اپنے لئے بہت تھوڑا رکھتا ہے اور دوسروں کو بہت زیادہ بڑھ کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قوانین پر نظر وسیع رکھنے سے ہی انسان کے لئے ہر دو جہان کی بہبودی کا میسر آنا ممکن الحصول ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ لا یحیق المکر السیئ الا باھلہٖ بُری تدابیر بداندیش ہی کے تنگے آتی ہیں۔ یہ اُس ہستی کا کہنا ہے کہ جس کے آگے زمین اور آسمان پر اپنی نہ اونگھنے والی آنکھ کو ہر وقت لگائے ہوئے ہے۔ تمہارا ہے کوئی بداندیشی کرتا ہے۔ تو اُس کو دل کھول کر بداندیشی کرنے دو ہاں اگر تم خدا کی نظر میں مقبول ہو۔ اور اُس کی مخلوق کے خیر خواہ ہو۔ تو خدا تعالےٰ کا قاعدہ ضرور ہے۔ کہ تمہارے موافق ہی رہے۔ اور بدخواہ اپنی بدی کا بُرا انجام بہت جلد آپ ہی دیکھ لے۔ اسلام نے کسی وقت زور سے دلوں پر فتح نہیں پائی۔ دلوں کی فتح ہمیشہ غریب مزاجوں کے ہی حصوں میں رہی ہے۔

حد اعتدال

عرب میں اگر رایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً کا نظارہ نظر آیا ہے۔ تو فبما رحمۃ من اللّٰہ لنت لھم کے ماتحت ہی نظر آیا ہے۔ اور ہندوستان میں بھی اگر اس کیفیت نے دوبارہ جلوہ نمائی کی۔ تو وہ بھی زیادہ تر ملکہ کل کی کل نرم مزاج اولیاء اللہ ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ میرے عزیز دکھانے پینے کا جوش اگر تمہیں اس عظیم الشان مقصد سے نہیں روک سکتا۔ تو تمہاری عین سعادت ہے۔ اور تمہارا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے الگ نہیں۔ اور نہ ہی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ حد اعتدال سے باہر نکل جانا اور اعتدی کو اپنا شعار نہ بنانا تمہارا طریق ہے تو تمہارے ہی ہاتھوں پر دُنیا کی فتح ہے۔ ورنہ تواضع کے بغیر۔ خوش اخلاقی کے بغیر۔ اس کی مخلوق پر رحم کی نظر کے بغیر تم جس غرض کے لئے منتخب کئے گئے ہو اسے کس طرح پورا کر سکتے ہو۔ لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک (اگر تو بدمزاج اور سنگ دل ہوتا۔ تو تیرے پاس کوئی بھی نہ پھٹکتا۔) جب سید کونین امام المرسلین کے لئے بھی ارحم الراحمین نے یہ پسند نہیں کیا۔ تو تمہاری کوئی ٹیڑھی ادا کب کسی عمدہ نتیجہ کا تمہیں وارث بنا سکے گی۔ اپنے لین دین میں سہولت رکھو۔ اپنے معاملات میں حد درجہ نرمی سے کام لو۔ اور اپنے وجود کو خدا کے رحم اور اُس کے انوار کا مورد بنانے کی کوشش کرو۔ غور کرو۔ اور پھر غور کرو۔ خدا تعالےٰ ہر قسم کی بدگردشوں سے ہمیں محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین۔

(شیخ) عبدالرحیم قادیان۔

پانچ علماء سے مباحثہ

۱۷ ستمبر سید محمد لطیف صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رنگون نے پانچ علماء کے ساتھ جناب سید علی شاہ صاحب جو اناجوں میں بہت بڑے بارسوخ سرکاری افسر ہیں۔ کے مکان پر متواتر پانچ گھنٹہ وفات مسیح اور صداقت مسیح موعودؑ پر نہایت کامیاب مباحثہ کیا۔ جناب سید صاحب نے تحقیق حق کے لئے اپنے مکان پر گفتگو کرائی تھی۔ جسے سنکر ان پر خاص اثر ہوا۔ باوجود علماء کے سامنے بار بار قرآن اور احادیث پیش کرنے کے انہوں نے یہی کہا ان کی تفسیروں میں ایسا نہیں لکھا۔ اور ہمارا حق نہیں ہے۔ کہ قرآن کو سمجھ سکیں۔ شاہ صاحب اور دیگر حاضرین علماء کی ان بوجی حرکات کو خوب سمجھ گئے۔ علما کو بار بار قرآن اور احادیث پیش کر کے جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر نہایت ناکامی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے۔ تمام دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس جگہ ایک جماعت پیدا کرے۔ اور اس عاجز کو اللہ

موت کے بعد روح انسانی کا بقاء

سائنس دانوں کے خیالات میں تبدیلی

پروفیسر میکڈوگل کی رائے

پروفیسر ولیم میکڈوگل اس زمانہ کے نہایت قابل اور فاضل سائیکالوجسٹوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ایک عجیب کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "موجودہ دہریت اور اس میں ارتقاء" اس کتاب میں مشہور محقق نے موجودہ مادہ پرستی پر ایک کاری حربہ چلایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"میٹیریل ازم (مادہ پرستی) اب علمی لحاظ سے ایسی جگہ پہونچ گیا ہے جہاں سے اس کا واپس آنا محال ہے۔ ٹیلی پیتھی کی شہادت ایسی ثقہ ہے کہ کوئی شخص جو اس کا مطالعہ ضد اور تعصب سے الگ ہو کر کرے۔ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس کی شہادت صاف صاف ثابت کرتی ہے کہ روح کو فنا نہیں۔ اور یہ کہ انسان کی شخصیت جسمانی موت کے بعد باقی رہتی ہے۔ علم النفس کے تجارب نہ تو روح کے بقا کی نفی کرتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ ایسے ہیں۔ کہ ہم ان کو نظر انداز کر سکیں۔ یہ تجارب ایک منکر بالطبع انسان کو ایک معمہ میں لے جاتے ہیں۔ جہاں پر نہ تو وہ روح کے بقا کا انکار کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اسکا اقرار۔ یا تو تمام انسانوں کی شخصیت جسم کے ساتھ ہی تحلیل نہیں ہو جاتی۔ یا پھر ایک باریک تعلق ٹیلی پیتھی وغیرہ کی قسم کا پیدا ہو جاتا ہے۔

غیر جانبدارانہ حیثیت سے اگر اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ تو ہم اسی نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں۔ روح کا بقا ضروری ہے۔ کہ موت کے بعد ایسے رنگ میں ہو۔ جو اس شخصیت سے مختلف ہو۔ جو انسانی گوشت پوست میں نمودار ہو رہی تھی۔ اور یہی وہ نظریہ ہے۔ جو عوام پیش کرتے ہیں۔ اور جس کو عرف عام میں مذہبی یا روحانی نقطۂ نگاہ کہا جاتا ہے"

ڈاکٹر براؤن کے خیالات

ڈاکٹر براؤن جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں ذہنی فلاسفی کے پروفیسر ہیں انہوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ انگریز سائنسدان جو موت کے بعد روح کے بقا کے قائل نہیں۔ وہ اب جلد ہی مٹ جانے والا طبقہ ہے۔ پچھلے دنوں لنڈن کے اخبار ڈیلی میل کے ایک نامہ نگار سے انہوں نے کہا "سائنسدانوں کا وہ طبقہ جو موت کے بعد روح کے بقا کا منکر ہے وہ زیادہ تر ان افراد پر مشتمل ہے۔ جو فزیالوجسٹ یا بائولاجسٹ (علم الاعضاء اور علم الحیات کے ماہر) ہیں۔ اور ان میں سے اکثر علم الحساب [illegible] ... جاننے کے لئے بہت کم مشکل ہے۔ کہ ہم ... (مائینڈ) اور روح میں تمیز کر سکیں۔ اس لحاظ سے حساب کے ماہر ...

... ٹیلی پیتھی ... ہے۔ جس سے ہزاروں لاکھوں میل پر بیٹھے بٹھائے ... انسان اپنے خیالات کا تبادلہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ بغیر آلات ... توجہ سے کر سکتا ہے۔ راقم

آج کل فلاسفروں کے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت علم الحیات کے ماہرین کے"

ڈاکٹر براؤن نے انگریزی سائنس کی علم النفس کے تجارب کے متعلق جو موجودہ پوزیشن ہے۔ اس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہا:-

"جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ بعض خصوصیات والدین سے ورثہ میں لیتا ہے۔ جن کی بنا پر وہ اپنی شخصیت بناتا ہے۔ جوں جوں بچہ نشوونما پاتا ہے۔ اس کے ان روحانی ذرات کی مقدار جو جسمانی موت کے بعد باقی رہیں گے اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ جس حد تک اس نے اپنی زندگی میں اپنے چال چلن اور شخصیت کو نشوونما دی ہوتی ہے۔ اب اس بات کے متعلق بالکل واضح شہادت موجود ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے اس دنیا میں مضبوط شخصیتیں اور اعلیٰ چال چلن بنا لئے تھے۔ ان کی روح موت کے بعد زیادہ قوت مؤثرہ کے ساتھ باقی رہی۔ جس کی مدد سے انہوں نے اس دنیا کے نعمائ کو جس میں انہوں نے اپنے آپ کو بعد میں پایا۔ پوری لذت کے ساتھ چکھا۔ اس کے برخلاف وہ لوگ جو اس دنیا میں سے اپنی ذاتی خوبیوں اور کیرکٹر کو نشوونما دینے کے بغیر ہی چل بسے ان کی بقا بھی ایسی ارواح سے ہوئی۔ جو ادنیٰ طاقتوں اور ادنےٰ احساس والی تھیں:-

پس معلوم ہوا کہ اگلے جہان میں ارواح کی طاقتوں اور ان کے ادراکات کا انحصار زیادہ تر اس بات پر ہے۔ کہ کس حد تک ہم نے اپنی طاقتوں سے اس دنیا میں فائدہ اٹھایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے۔ کہ بقایا فتہ ارواح ان ظاہری حواس مثلاً آنکھوں ہاتھوں اور کانوں کی مدد اور راہنمائی سے اگلی دنیا میں اپنی طاقتوں کا اظہار کرتی ہیں"

اسلامی عقیدہ حیات مابعد الموت کے متعلق

(۱) سائنسدانوں کے خیالات میں یہ تبدیلی بہت خوشی کا موجب ہے کیونکہ یہ آئندہ ان لوگوں کے اسلامی تعلیم کی طرف رجوع کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس حد تک تو ہم ان سے متفق ہیں کہ روح موت کے بعد باقی رہتی ہے۔ مگر جس طریق سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اس سے ہم کو اتفاق نہیں۔ کیونکہ ان کی تحقیق کی بنا سپر چولزم کے تجارب ہیں۔ جن کی صحت کے ہم قائل نہیں۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ موت کے بعد ارواح باقی تو رہتی ہیں مگر ان کا اس دنیا کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں رہتا۔ نہ ہی وہ کسی طریق توجہ یا مسمریزم سے واپس بلائی جا سکتی ہیں۔ (بعض بزرگ جو فوت شدہ اولیاء سے روحانی ملاقات کرتے ہیں۔ وہ بھی کشفی نظارہ ہی ہوتا ہے۔ اور روح حقیقتاً آسمان سے نیچے نہیں اترا تی۔)

(۲) ڈاکٹر براؤن کا خیال کہ اگلے جہان میں ارواح کے ادراکات کا انحصار اس جہان میں اپنی قوتوں کے استعمال پر ہوگا۔ بالکل درست ہے قرآن کریم کی آیات من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اور

(۲) تو یہ متشابہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔ کہ اگلے جہان کا عذاب اور ثواب اس جہان میں اپنی طاقتوں اور حواس ظاہری کے غلط اور صحیح استعمال پر ہوگا۔ گویا اس دنیا کے اعمال متمثل ہو کر اگلے جہان میں جزا سزا کے رنگ میں ظاہر ہونگے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ وہی نعمائے الٰہی اور وہی مقام جو نیکوں کو اپنے حواس کی صحت اور صحیح نشوونما کی وجہ سے مزیدار اور پر لطف معلوم ہونگے۔ بزدل کو اپنے حواس کی بیماری اور غلط استعمال کی وجہ سے تکلیف دہ اور عذاب محسوس ہونگے

(۳) ڈاکٹر صاحب نے درست فرمایا ہے کہ اگلے جہان میں یہ حواس ظاہری کان۔ آنکھ وغیرہ کام نہیں کرینگے۔ کیونکہ یہ اعضاء تو جسم کے ساتھ ہی موت کے بعد افتراق اور تحلیل کے ابدی قانون کو اپنے اوپر پورا کرینگے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اگلے جہان کے روحانی حواس کوئی ایسی مخلوق ہونگے جو اس دنیا کے اعمال سے بالکل ناآشنا ہوں۔ کیونکہ گو آخرت میں احساس کے لئے اس دنیا کے حالات کے مطابق لطیف اور نئے روحانی حواس ملینگے مگر وہ حواس اسی روح کے جسم میں سے پیدا ہونگے۔ جو اس دنیا میں حواس ظاہری کے نیک و بد اثرات اپنے اندر جمع کر رہی تھی۔ پس وہ حواس باوجود نئے ہونے کے ہمارے حواس ظاہری کی ہی ارتقائی صورت ہونگے جن کی قوت کا انحصار ہمارے اس دنیا کے نیک و بد اعمال پر ہوگا:-

(۴) مجھے معلوم نہیں۔ ڈاکٹر براؤن کی کیرکٹر بنانے اور شخصیت کے نشوونما سے کیا مراد ہے۔ اگر تو ان کی مراد اس سے یہ ہے۔ کہ انسان علم پڑھے تحقیقاتیں کرے۔ ایجادیں کرے۔ اعلیٰ پایہ کا موجد ہو۔ سیاح ہو شاعر ہو وغیرہ وغیرہ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ انسانیت کا کمال نہیں۔ انسانیت کا کمال اس بات کا نام ہے کہ انسان اپنی تمام خداداد طاقتوں اور استعدادوں کی درجہ اعتدال کے اندر نشوونما کرے۔ اور ان کا اس دنیا میں صحیح استعمال بھی کرے۔ یعنی اللہ کی صفات کا مظہر ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا ہو۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے کامل نمونہ ہو۔ اس کا عمل ہر شعبہ زندگی میں دوسروں کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس نے اپنی شخصیت کی صحیح نشوونما کی ہے۔ محض ایک فن یا علم میں کمال حاصل کر لینا حقیقی کمال پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات ایسے موجدوں اور محققوں کی ذہنی حالت کا باریک ملاحظہ اگر کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں بعض دیگر دماغی طاقتیں بالکل بچپن اور ابتدائی حالت میں ہیں اور نہ صرف یہ کہ یہ ذکی اور فہیم لوگ (GENIUS) زندگی کے بعض دیگر شعبوں میں نہایت ادنیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ کئی ان میں سے آخری عمر میں مجنون ہو جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ انکا ایک خاص فن میں کمال درحقیقت ایک دماغی نقص تھا جو ایک غیر طبعی حالت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ میرے نزدیک ان لوگوں کے دماغ کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی بائیلر ہو۔ جس کے اندر باریک نالیاں سٹیم کی ہوں۔ اور ہر ایک نالی الگ الگ حصوں میں سٹیم پہنچائے۔ مگر کسی نقص کی وجہ سے ایک نالی کا منہ معمول سے زیادہ بڑا ہو۔ اور باقی تمام نالیاں معمول سے کم قطر کی ہوں۔ اور سٹیم تمام حصوں میں برابر تقسیم ہو کر جانے کی بجائے ایک حصہ کو حد سے زیادہ گرما دے۔ اور باقی حصے نسبتاً ٹھنڈے رہیں۔ مگر آخر میں سٹیم کا دباؤ کم ہو جانے کی وجہ سے باقی تمام نالیوں کے منہ بند ہو جائیں۔ اور ایک حد سے زیادہ کھل جائے۔ اور تمام سٹیم یکدم اسی نالی میں داخل ہو کر بائیلر کو ریزہ ریزہ کر دے:-

پس معلوم ہوا کہ شخصیت کی صحیح نشوونما اسی بات کا نام ہے۔ کہ انسان عقل اور شریعت کی روشنی میں کسی واقفکار کی ہدایات کے ماتحت اپنی تمام

68

اقتباسات

شاردا ایکٹ کیا ہے

اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ میں شاردا ایکٹ منظور ہو گیا ہے۔ اور اگر وائسرائے نے اسے منظور کر لیا۔ تو یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے یہ قانونی حیثیت اختیار کرے گا۔ اس مسودہ قانون کا متن حسب ذیل ہے:-

(الف) اس کا نام قانون انسداد شادی بچگان ہوگا۔

(ب) اس کا نفاذ تمام برطانی ہند میں ہوگا۔ جس میں برطانی بلوچستان اور سنتھال پرگنہ بھی شامل ہیں۔

(ج) اس پر عمل درآمد یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے ہوگا۔

۲ (الف) اس قانون میں "بچہ" سے مراد ۱۸ سال سے کم عمر کا لڑکا اور ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی ہے۔

(ب) شادی بچگان سے مراد ایسی شادی ہے جس میں دولھا یا دلہن "بچہ" ہو۔

(ج) فریقین شادی سے مراد وہ شخص ہیں جنکی شادی ہو۔

(د) نابالغ سے مراد ۱۸ سال سے کم عمر کا لڑکا یا ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی ہے۔

۳۔ جو مرد ۱۸ سال سے ۲۱ سال کی عمر کے درمیان کسی ایسی لڑکی سے شادی کریگا جس کی عمر ۱۴ سال سے کم ہو۔ اسے ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دیجائیگی۔

۴۔ جو مرد ۲۱ سال سے زائد عمر میں ایسی شادی کریگا۔ وہ ایک ماہ تک قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

۵۔ جو کوئی بچپن کی شادی کا انتظام کرے گا۔ یا اسکی رہنمائی کرے گا یا رسم ادا کرائے گا۔ وہ ایک ماہ قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی سزا کا مستحق ہوگا۔ بشرطیکہ وہ یہ ثابت نہ کرسکے کہ اس کے پاس یہ باور کرنے کی وجہ تھیں کہ وہ شادی بچپن کی شادی نہیں تھی۔

(الف) اگر کوئی نابالغ بچپن کی شادی کرے تو وہ آدمی جو ماں باپ یا سرپرست یا کسی دیگر قانونی یا غیر قانونی حیثیت سے اس نابالغ کا سربراہ ہو۔ اور جو اس شادی کے لئے کوئی کارروائی کرے یا شادی کی اجازت دے یا غفلت کی وجہ سے اس شادی کو منع نہ کرے اسے ایک ماہ قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا قید و جرمانہ کی سزا ملے گی۔ لیکن عورتوں کو قید کی سزا نہیں دی جائے گی۔

(ب) بشرطیکہ یہ تصور کر لیا جائے کہ شادی کرنے میں نابالغ کا سرپرست لاپرواہی کی وجہ سے شادی کو روکنے میں ناکام رہا ہے۔

۷۔ ۱۸۹۷ء کے جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ ۲۵ یا تعزیرات ہند کی دفعہ ۶۴ کے باوجود کوئی عدالت اس قانون کی دفعہ ۳ کے مطابق کسی مجرم کو سزا دیتے ہوئے اس بات کی مجاز ہوگی۔ کہ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ملزم کو قید کی سزا دے سکے۔

۸۔ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۹۲۸ء کی دفعہ ۱۹۰ کے باوجود پریذیڈنسی مجسٹریٹ یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سوا کسی بھی عدالت کو اس قانون کے ماتحت کسی بھی جرم کی سماعت یا اس میں دست اندازی کرنیکا اختیار نہ ہوگا

۹۔ اس قانون کے متعلق کسی جرم کے بارے میں کوئی عدالت اس وقت تک غور نہیں کرے گی۔ تاوقتیکہ استغاثہ شادی کے بعد ایک سال کے اندر اندر دائر نہ کیا گیا ہو۔

۱۰۔ اس قانون کے ماتحت جرم کی سماعت کرنے والی عدالت بشرطیکہ وہ زیر دفعہ ۲۰۳ ضابطہ فوجداری استغاثہ کو خارج نہ کرے یا تو خود ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۰۲ کی رو سے تحقیقات کریگی اور یا اپنے ماتحت کسی مجسٹریٹ درجہ اول کو ایسا کرنے کی ہدایت کرے گی۔

۱۱۔ (الف) مستغیث کا بیان لینے کے بعد اور ملزم کو حاضر عدالت ہونے کے لئے مجبور کرنے سے پہلے عدالت دسوائے اس حالت کے جب کہ تحریری وجوہ دیگئی ہوں) مستغیث سے اس معاوضہ کی ادائیگی کے لئے جو زیر دفعہ ۲۵۰ ضابطہ فوجداری اس پر لازم ہو سکتا ہے۔ ایک سو روپیہ تک کی ضمانت کے ساتھ یا بلا ضمانت مچلکہ طلب کرے گی۔ اگر وہ ضمانت عدالت سے مقرر کردہ میعاد کے اندر اندر داخل نہ کی جائے تو استغاثہ درج کر دیا جائے گا۔

(ب) اس قانون کے ماتحت جو مچلکہ لیا جائے گا وہ ضابطہ فوجداری کے مطابق داخل کردہ مچلکہ جیسا سمجھا جائے گا۔ اور اس لئے اس پر ضابطہ فوجداری کا باب عائد ہوگا۔ (زمیندار ۱۲ اکتوبر)

وزیر تعلیم پنجاب کی ہندو نوازی

پچھلے دنوں معاصر سیاست نے آنریبل مسٹر منوہر لال وزیر تعلیم پنجاب کی ہندو نوازی کا راز فاش کیا تھا جس پر ہندو بہت چیں بجبیں ہوئے تھے لیکن مسٹر موصوف نے کونسل کے بھرے اجلاس میں اپنی زبان سے تسلیم کر لیا ہے کہ ان کی روش یقیناً ہندو نواز رہی ہے۔ نواب احمد یار خان صاحب دولتانہ کے سوال کے جواب میں آپ نے بیان کیا کہ انہوں نے ۲۸-۱۹۲۷ء کے مالی سال میں ۱۴ جدید کالجوں کو زر امداد عطا کی جن میں سے ۸ ہندو ۴ سکھ اور ۲ عیسائی سکول تھے اور مسلمان سکول ایک بھی نہ تھا۔ آپ نے ان سکولوں میں ۲۰۸۵۴ روپے تقسیم کئے جن میں ۸۳۶۲ روپے ہندوؤں کو ملے ۹۸۵۲ روپے سکھوں کے حصے میں آئے اور ۲۶۴۰ روپے عیسائی لے گئے۔ مگر مسلمانوں کو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملی۔ اس کے بعد ۲۹-۱۹۲۸ء میں آپ نے امدادی کالجوں میں ۱۷ سکولوں کا اضافہ کیا۔ جن میں سے ۱۳ ہندو ۲ سکھ ایک عیسائی اور صرف ۲ مسلمان تھے۔ ان کو کل ۲۷۲۰۷ روپے ملے جن میں سے ۲۳۵۳۳ روپے ہندو اور ۱۶۹۸ روپے سکھ لے گئے اور صرف ۸۹۶ روپے مسلمانوں کو عطا ہوئے۔ گویا دو سال میں ۲۱ ہندو ۶ سکھ اور ۲ عیسائی سکولوں کے مقابلہ میں صرف ۲ مسلم سکولوں کے لئے ۸۹۶ روپے مسلمانوں کو ملے۔ امداد پانے والے سکولوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ اور امداد زر کے طور پر ۴۸۰۶۱ روپے کی گرانقدر رقم تقسیم کی گئی۔ اس میں سے ۳۱۸۹۵ روپے ہندوؤں کو ملے ۲۶۴۰ روپے عیسائی لے گئے۔ ۱۱۵۵۰ سکھوں کے حصے آئے۔ اور پنجاب کی آبادی کی اکثریت یعنی ۵۵ فیصدی حصہ یعنی مسلمانوں کو صرف ۸۹۶ روپے ملے (وکیل ۲۵ ستمبر)

داس کی خودکشی

داس کی قیمتی زندگی کے یوں ختم ہو جانے کا ہر شخص کو افسوس ہے لیکن اصولاً کوئی مسلمان ایک انسانی زندگی کے یوں ہلاک ہو جانے کو مستحسن نہیں سمجھ سکتا۔ اسلام اس قسم کی موت کو خودکشی قرار دیتا ہے۔ اور خودکشی شریعت اسلامیہ کی رو سے قطعاً حرام ہے۔

داس کی خودکشی کی نوعیت اور بھی معیوب تھی۔ اس لئے کہ اس میں جسم کو بغیر آب و دانہ کے گھلا گھلا کر ہلاک کیا گیا۔ اور حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا بروئے مذہب ناجائز ہے۔

داس کی ہلاکت میں یہ بات یقیناً قابل قدر ہے کہ اس نے اپنی دانست میں ایک اصول کی خاطر جان دی۔ قطع نظر اس بات کے کہ اصول کے لئے بھی خودکشی ناجائز ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ آخیر میں آکر اصول کا کوئی سوال باقی نہیں رہ گیا تھا۔ بلکہ صرف یہ بات بحث طلب تھی کہ داس کی رہائی قطعی ہو۔ یا مشروط۔ یا ضمانت پر؟

یہ معاملہ یہیں ختم ہو جانا چاہئیے تھا۔ اور اگر یہیں ختم کر دیا جاتا تو داس کی زندگی بچ جاتی۔ لیکن تماشہ گر سیاسیین (یا لی ٹیشنوں) نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ داس برابر مقید رہا۔ اور اس کا مقاطعہ جوعی بدستور قائم رہا حتیٰ کہ اس غریب کا دم نکل گیا۔

اب یہاں سے ذمہ داریاں عائد کرنے کا کام شروع ہوتا ہے لیڈر گورنمنٹ کو کوس رہے ہیں اور داس کی خودکشی کا سبب اس کو قرار دے رہے ہیں۔

لیکن غور کیجئے۔ تو معلوم ہوگا کہ گورنمنٹ کی ذمہ داری جیل کمیٹی کے یقین دلانے کے ساتھ ختم ہو گئی تھی۔ اگر اس لمحہ کے بعد حکومت کی کوئی کارروائی مقاطعہ جوعی کے جاری رہنے کا سبب ہوتی۔ تو ذمہ داری یقیناً گورنمنٹ پر عائد ہوتی۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ حکومت نے ضمانت پر رہائی کا حکم دیدیا تھا۔ اور یہ کانگریس کے رہنماؤں کا فرض تھا کہ وہ ضمانت دیکر داس کو رہا کرا لیتے۔ گورنمنٹ ہرگز اس میں مزاحم نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے کہ جیل کمیٹی کا تقرر ہی بتاتا ہے کہ حکومت اس قضیہ کو ختم کرنا چاہتی تھی۔

لیکن جب کسی معاملہ کا ختم کرنا کانگرسی لیڈروں کو منظور نہ ہو۔ تو کوئی طاقت اسے ختم نہیں کر سکتی۔ وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ ہنگامہ آرائی جو لیڈری کے قائم رکھنے کے لئے ایک قطعی ضروری شے ہے ختم ہو جائے اور اس طرح لیڈری کے آسمان سے انہیں نیچے اترنے کی ضرورت پیش آئے ان حالات میں اس سوال کا جواب کچھ مشکل نہیں رہتا کہ داس کی خودکشی کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ اس کے ذمہ دار لیڈر ہیں۔ اور انہی کی گردن پر اس قیمتی زندگی کا خون ہے۔

داس نے جس غرض کے لئے مقاطعہ جوعی شروع کیا تھا۔ وہ حاصل ہو چکا تھا۔ اسکے بعد کوئی وجہ موجہ مقاطعہ کی باقی نہیں رہی تھی۔ کوئی مقصد۔ کوئی غرض و غایت۔ کوئی نصب العین سامنے نہ تھا اس لئے یہ خودکشی ایک "گناہ بے لذت" کا حکم رکھتی تھی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ داس کا گلا دوسروں اور سنگدل لیڈروں نے اپنے ہاتھ سے گھونٹا ہے۔ تو یہ بیجا نہ ہوگا۔

انہدام مذبح قادیان کے خلاف اظہار غم و غصہ کی قراردیں

مختلف مقامات پر مسلمانوں کے جلسے

مسلمانان بالاکوٹ کا جلسہ

ہم مسلمانان بالاکوٹ مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس کرتے ہیں ریزولیوشن ۱:۔ ہم تمام فرقوں اور مختلف سیاسی جماعتوں کے مسلمانان شہر بالاکوٹ یہ معلوم کر کے۔ کہ قادیان ضلع گورداسپور میں جو مذبح وہاں کی نوے فیصدی ۹۰/۱۰۰ آبادی اور ارد گرد کے بیسیوں دیہات کے باشندوں کے اقتصادی آرام کے لئے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی اجازت سے جاری ہوا تھا۔ گرد و نواح کے شوریدہ سر سکھوں کی ایک جماعت نے پولیس کی موجودگی میں اسے گرا کر مسمار کر دیا ہے۔ نہایت ہی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے افسروں کی موجودگی میں ایسا ہوا۔ اور ہم گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ مسمار کرنے والوں کو مناسب سزا دے کر علاقہ کے امن و امان کو قائم رکھے۔

نیز صاحب ڈپٹی کمشنر نے جو گورنمنٹ کے آخری فیصلہ تک کے لئے مذبح کو عارضی طور پر بند کر دیا ہے۔ ہم اس کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ڈپٹی کمشنر کے اس فیصلہ کو منسوخ کر دے۔ اور قادیان کی نوے ۹۰ فیصدی ۹۰/۱۰۰ آبادی مسلمانان مع گرد و نواح کے بیسیوں مسلم دیہات کی مشکلات کا سد باب کرے۔ اور جو مذہبی آزادی اور جائز حقوق ہر جگہ مسلمانوں کو حاصل ہیں وہی قادیان اور اسکے مضافات کے مسلمانوں کو حاصل ہونے چاہئیں۔

ریزولیوشن ۲:۔ ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ ریزولیوشن ۱ کی نقول گورنر پنجاب۔ کمشنر صاحب لاہور۔ ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور۔ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ مسلم آؤٹ لک لاہور۔ انقلاب لاہور۔ زمیندار لاہور۔ الفضل قادیان کو بھیجی جائیں۔

محرک ریزولیوشن ۱ و ۲ [illegible] خان قلیچ خان صاحب معتبر مالک بالاکوٹ مؤید [illegible] حکیم عبد الواحد صاحب بالاکوٹ۔ موید [illegible] گوہر خان جاگیردار انعام خوار بالاکوٹ۔ فقیر خان جاگیردار بالاکوٹ۔ محمد زمان خان [illegible]۔ محمد اسماعیل خان چیف نعمانی

مسلمانان کوہ مری کا جلسہ

جامع مسجد کوہ مری میں مسلمانان مری کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب آفیسر نے [illegible] زبردست تقریر کی اور ذیل کے ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) مسلمانان کوہ مری سکھوں کے اس شرارت آمیز فعل کے خلاف کہ انہوں نے مذبح قادیان کو منہدم کر دیا ہے۔ پر زور صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ان کی اس کارروائی کو مسلمانوں کے حقوق میں مداخلت خیال کرتے ہیں۔ اور حکومت سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ اس مذبح کو دوبارہ تعمیر کرا کے مفسدہ پردازوں کو سزا دے۔ تاکہ مسلمانوں کے مشتعل جذبات سے کوئی ناخوشگوار صورت حالات پیدا نہ ہو جائے۔

(۲) یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ قضیہ فلسطین کے متعلق غیر جانبدار رہے۔ اور بالفور پیکٹ کو منسوخ کر دے۔

(۳) ان قراردادوں کی نقول متعلقہ حکام اور اخبارات کے نام بھیجی جائیں۔

(حکیم مولوی محمد مظفر الدین کوہ مری)

رنگون میں جلسہ

سید محمد لطیف صاحب رنگون سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

۲۹ ستمبر ۱۹۲۹ء کو انجمن احمدیہ رنگون کا ایک غیر معمولی اجلاس ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن رنگون حکومت سے درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ قادیان کا مذبح قائم کر کے انصاف کو برقرار رکھے۔ نیز یہ جلسہ سکھوں اور ہندوؤں کی قانون شکنی کے خلاف بھی پر زور احتجاج کرتا ہے۔ جو انہوں نے مذبح کے انہدام میں کی۔

اس ریزولیوشن کی نقول وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کو ارسال کی گئیں۔

گھوڑی کی تلاش

ایک فقیر میرے ایک دوست کی گھوڑی معہ بچہ چرا کر لے گیا ہے اگر کسی صاحب کو ان کا سراغ ملے۔ تو مجھے اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

محمد حیات احمدی مدرس مدرسہ بھابڑہ۔ ضلع شاہ پور

گھوڑی کا حلیہ:۔ رنگ کمیت۔ قد میانہ۔ ماتھے پر سفید نشان۔ ایک پچھلا پاؤں تھوڑا سفید۔ گردن کے بال لمبے۔

بچھیرے کا حلیہ:۔ رنگ کمیت۔ ماتھے پر سفید نشان۔ کان اوپر سے اندر کو جھکے ہوئے۔ قریباً قریباً گھوڑی جیسا ہے

فقیر کا حلیہ:۔ سر کے بال ناف تک بڑھے ہوئے ایک ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کا ناخن بچپن سے رکھا ہوا بہت لمبا۔ قد میانہ۔ رنگ گورا مونچھیں رکھی ہوئیں۔ ڈیرہ پیر فضل شاہ۔ ضلع گورداسپور کا رہنے والا

محافظ اٹھرا گولیاں
(رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

بہت جلد ضرورت ہے

مڈل و انٹرنس کے طلباء کی جو کہ ایک سو سے تین سو روپیہ تک کی ملازمت چاہیں۔ ہمارا چار ماہ کا کورس سٹارٹ ہینڈ بک کیپنگ کارسپانڈنس ٹائپ رائٹنگ کا پاس کریں۔ اور ریلوے گورنمنٹ آفس و یورپین فرم میں ملازمت کے لائق بن جائیں۔ یہ کالج یورپین کے انتظام میں ہے۔ اور سنٹرل چیمبرس آف کامرس کا سنٹر ہے۔ زیادہ حالات کیلئے پراسپکٹس طلب کریں۔

جنرل مینجر امپیریل آف کامرس علامیکلوڈ روڈ لاہور

ڈنٹائن (تریاق)

ویدک۔ یونانی اور ایلوپیتھی اجزا کا ایک انمول جوہر ہے۔ جس کا ایک قطرہ لگاتے ہی شدید سے شدید دانت کا درد کافور ہوتا ہے اس کے چند قطرے کسی منجن میں ملا کر استعمال کریں۔ خون یا پیپ آنی بند ہو جاتی ہے۔ اس کے روزانہ استعمال سے آپ کے دانت صاف چمکدار اور بو سے محفوظ رہینگے۔ قیمت فی شیشی ۸ر آنے علاوہ محصول

ایجنٹ:- فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

زراعتی آلات
دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ انگریزی ہل۔ بیشکر کے بیلنہ جات۔ چارہ کترنے کی مشینیں (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے۔ قیمہ اور سیویاں بنانے کی بے نظیر نو ایجاد مشینیں۔ آہنی خراس (ہاتھ چکی) فلور ملز۔ رائس ہلرز (چاولوں کی مشینیں) دستی پمپ وغیرہ وغیرہ عمدہ اور بکفایت مال خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ ہم سے براہ راست مال منگانے پر آپ کو بہت سے درمیانی منافعوں کی بچت رہیگی۔ ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ (پنجاب)

پان:- ہمارے بھائی وی عبدالقیوم صاحب مرچنٹ نو ریلوے سٹیشن کو مبالور پانوں کی تجارت بھی کرتے ہیں۔ اور دور دور بھیجتے ہیں۔ جو احمدی بھائی چاہیں۔ ان سے پان منگا سکتے ہیں۔

ضرورت:- ہمارے گاؤں میں ایک ایسے مسلمان کی ضرورت ہے۔ جو ترکھان اور لوہار کا دیہاتی کام کر سکے اگر کوئی صاحب آنا چاہیں۔ تو خود آ کر کام اور گذارہ کے متعلق تسلی کر سکتے ہیں۔ ہمارا گاؤں نواں شہر سٹیشن سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

خاکسار محمد لقمان۔ کریم پور۔ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر

درخواست

بندہ سرکاری نوکری کا خواہشمند ہے۔ مڈل انگریزی پاس شدہ ہے۔ اردو اور انگریزی میں خط و کتابت کر سکتا ہے۔ سائنگ کلرک ڈاکخانہ کا سند یافتہ [illegible] ٹریسر نمبر کا کام۔ اور سب اوورسیر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کا کام کر سکتا ہے۔ دہلی اور پنجاب میں گفتگو بھی کر سکتا ہے۔ اور دنیا کے ہر حصہ میں بھی کام کیلئے جا سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر حکم صادر فرما کر خدمت کا موقعہ دیں۔ اللہ دتہ احمدی ڈاکخانہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

مکمل سائیکل ہرکولیس مفت
کرسٹی لنڈن کیپ مفت
حاصل کرنا چاہتے ہیں تو

فلورنس گارڈن بوکیٹ خریدیے

جس کی دلفریب بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو فرحت بخشتی ہے اور جو حقیقی معنوں میں دنیا جہان کے عطریات و سینٹوں کا بادشاہ ہے۔ قیمت فی شیشی ½ اونس عہ محصول پارسل کے ہمراہ پانچ آرڈر فارم معہ رسید کوپن بطور انعام بابت پانچ اونس (شیشی) ارسال کرتے ہیں پانچ آرڈر لیکر کارخانہ کو ارسال کریں اور خود محصول ڈاک وصول کر کے اپنے پاس رکھ لیں جو ہم آپ کو بطور کمیشن دیتے ہیں اور بوسکی ریشم کریپ ½ ۳ گز انعام میں حاصل کریں۔ دس آرڈر سپلائی کر کے پانچ روپیہ کمیشن اور کرسٹی لنڈن کیپ انعام میں حاصل کریں اور ۵۰ آرڈر سپلائی کر کے ۲۵ روپیہ کمیشن اور سائیکل مکمل انعام میں حاصل کریں۔ فلورنس گارڈن بوکیٹ کا خریدار پچاس تک آرڈر فارم مفت طلب کر سکتا ہے

(نوٹ: آپ جتنا جلد آرڈر دیں گے اتنا ہی زیادہ فائدہ میں رہیں گے دیر ہرگز نہ کریں منی آرڈر آنے پر محصول ڈاک معاف۔)

پروپرائٹرز دی ایشیاٹک فیوری ہاؤس رجسٹرڈ
بازار بورانہ۔ فیروزپور شہر

ہندوستان کی خبریں

لاہور۔ ۲۔ اکتوبر۔ آج مقدمہ سازش لاہور کے وکیل صفائی لالہ امولک رام نے دس ملزموں کی جانب سے پنڈت سری کرشن سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت سے مقدمہ منتقل کرانے کے لئے ہائی کورٹ میں درخواست دی درخواست پر غور کرنے کے لئے ۱۵۔ اکتوبر کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

شملہ۔ یکم اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لارڈ پیل جو کنزرویٹو حکومت کے زمانہ میں نائب وزیر ہند تھے۔ موسم سرما میں ۲۲۔ نومبر کو ہندوستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ موصوف تمام مشہور شہروں کی سیر کرینگے۔ اور تین ماہ قیام کرکے لنڈن واپس ہو جائیں گے۔

لاہور ۲ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر مارگن جیمیز جو حرف لاہور کانگریس کے موقعہ پر سپیشل سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کیا گیا ہے۔ آج لاہور میں آگئے ہیں۔

کراچی ۲ر اکتوبر۔ ہندوستانی ہواباز مسٹر فنبالی کل رات ہوائی جہاز پر کراچی پہونچ گئے۔ گجراتی اور دیگر اقوام کے باشندوں نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

پشاور ۲ر اکتوبر۔ اطلاع آئی ہے۔ کہ شاہ محمود کی سپاہ سالاری میں وزیریوں کا لشکر بلا کسی مزاحمت کے درہ شتر گردن کو عبور کرکے بمقام دوبندی پہونچ گیا ہے۔ یہ مقام خوشی سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وادی لوگر کی حفاظت کے لئے کوہستانیوں کی فوج اسی مقام پر متعین ہے۔

کلکتہ ۳ر اکتوبر۔ پولیس اور سررشتہ کسٹم نے کل ایک دُخانی جہاز کے گودام سے ساڑھے تیرہ سو اونس (ایک من دو سیر) کوکین برآمد کی۔ اس کی مجموعی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپیہ بتائی جاتی ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آجتک کوکین کی اس قدر مقدار کبھی پکڑی نہیں گئی۔ یہ جہاز مشرق بعید سے آیا تھا۔

لاہور ۳ر اکتوبر۔ آج صبح امان اللہ خان کے حقیقی بھائی سردار محمد امین خان پشاور سے یہاں تشریف لائے۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ یہاں کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ تو انہوں نے بتلایا کہ میری ایک ٹانگ خراب ہو گئی ہے۔ جس کا علاج کرانے کے لئے ہندوستان میں آیا ہوں۔

گذشتہ ہفتہ میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے اپنے اجلاس لکھنؤ میں جو قرارداد منظور کی تھی۔ کہ "بھوک ہڑتالیوں" سے ہڑتال ترک کرانی چاہئیے۔ اُسے جامہ عمل پہنانے کے لئے ڈاکٹر گوپی چند بھارگو نے حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری کو ایک تار بھیجکر ان سے درخواست کی ہے کہ بھوک ہڑتالیوں کو ہڑتال ترک کرنے کی ترغیب دینے کے لئے انہیں صوبے کے مختلف جیل خانوں کے بھوک ہڑتالی قیدیوں سے ملاقات کرنے کی اجازت دی جائے۔

سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت جناب حاجی شمس الدین صاحب بتاریخ ۲۹ ستمبر محمڈن ہال میں منعقد ہوا۔ کمیٹی نے ۱۹۔ وظائف باہت مسلمانان کشمیر بالتیجی اوصالی سودے

لاہور۔ ۳ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ خواجہ عبد الرحمٰن حکیم سکندر خضر اور سردار اجیت سنگھ کو جنہیں زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت سے دو اور ڈیڑھ ڈیڑھ سال قید کی سزا علی الترتیب ہوئی تھی۔ چار کنسٹبل اور ایک انسپکٹر کی معیت میں سنٹرل جیل لاہور میں لایا گیا۔

شملہ۔ ۳ر اکتوبر۔ ہندوستانی انجمن صلیب احمر نے مصیبت زدگان سیلابات کے سرمایہ اعانت میں پانچ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے جو اس کی صوبجاتی شاخ نے کھول رکھا ہے۔

افغانستان کی لڑکیاں جو حصول تعلیم کے لئے ترکی گئی ہوئی تھیں۔ عنقریب پشاور واپس آرہی ہیں۔

امسال پنجاب شیعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۰۔۱۱۔۱۲ اکتوبر منٹگمری میں منعقد ہوگا۔

کلکتہ ۳ر اکتوبر۔ مسٹر موبرے ہوم ممبر حکومت بنگال نے مسٹر سنتوس کمار ممبر لیجسلیٹو کونسل بنگال کو ایک خط کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ حکومت نے سنین سین کے خلاف مقدمہ واپس نہ لینے کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔

میرٹھ۔ ۳ر اکتوبر۔ آج مقدمہ سازش میرٹھ کی سماعت کے آغاز میں مسٹر نیمبر وکیل استغاثہ نے بیان کیا۔ کہ مقدمہ کی سماعت ماہ دخان کے اواخر میں اختتام پذیر ہو جائے گی۔

شملہ ۴ر اکتوبر۔ گورنر جنرل نے بتاریخ یکم اکتوبر شاردا ایل (قانون ازدواج صغر سنی) پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے یہ قانون یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے نافذ العمل ہو جائے گا۔

کان پور۔ ۴ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اسیران مقدمہ کاکوری کے جن ملزموں نے بریلی کے سنٹرل جیل میں مقاطعہ جوعی کر رکھا تھا۔ انہوں نے ۴۸ روز کے بعد ۲ر اکتوبر کانگرس کمیٹی کی قرارداد کے احترام میں اس سلسلے کو ترک کر دیا ہے۔

جناب ولایت حسین ولایت منزل علی گڑھ سے اعلان فرماتے ہیں۔ کہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا آئندہ اجلاس کرسمس کے ایام میں بمقام ڈھاکہ منعقد ہوگا۔ مسعود جنگ سر راس مسعود کرسی صدارت کو زینت بخشیں گے۔

لاہور ۴ر اکتوبر۔ قتل راجپال کے جرم میں سزا یافتہ قیدی میاں علم دین صاحب کو کل رات کے دس بجے لاہور سنٹرل جیل سے میانوالی جیل بھیج دیا گیا۔

لاہور۔ ۴ر اکتوبر۔ آج ایک سو دس روز کی فاقہ کشی کے بعد سردار بھگت سنگھ اور مسٹر دت نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ جیل کمیٹی کے فیصلہ تک بھوک ہڑتال ملتوی کرتے ہیں۔

ہوشیارپور۔ ۲ر اکتوبر۔ ہوشیارپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اعلان کیا ہے۔ کہ ایک ہزار روپیہ نقد اور نصف مربعہ زمین بطور انعام اس شخص کو دیا جائیگا۔ جو رتن سنگھ کو گرفتار کرے یا اس کا سراغ بتائے۔ ایک مطبوعہ اشتہار سے جس میں اس انعام کا اعلان درج ہے۔ پایا جاتا ہے۔ کہ رتن سنگھ نے تھانہ گڑھ شنکر تھانہ بلاچور اور تھانہ راہوں کی حدود میں قتل عمد کی نیت سے بم پھینکے اور پستول چلائے۔

ممالک غیر کی خبریں

قسطنطنیہ ۳۰ر ستمبر۔ ترکوں کی انجمن اتحاد الخواتین نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ برطانی زنانہ پولیس کی افسر اعلےٰ کو قسطنطنیہ میں آنے اور خواتین کو اپنے مشوروں سے مستفید فرمانے کی دعوت دی جائے۔ ترک خواتین اس امر کے لئے جد وجہد کر رہی ہیں۔ کہ انگلستان کی طرح ترکی میں بھی زنانہ پولیس کا سررشتہ قائم کیا جائے۔ جس کا مقصد خصوصی ہو۔ کہ وہ عوام کے اخلاق کی حفاظت کرے۔

یروشلم ۳۰۔ ستمبر۔ ہنگاموں کے سلسلہ میں عربوں کو جو سزائیں دی گئی ہیں۔ ان کے خلاف حیفا۔ یافا اور یروشلم میں زبردست اظہار ناراضی کیا جا رہا ہے۔ عربوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ فلسطین کے طول و عرض میں ہمارشنبہ کو عام ہڑتال کی جائے۔ فی الحال ہڑتال ملتوی ہو گئی ہے

لنڈن میں حال ہی میں ایک بین الاقوامی نمائش کانفرنس ہوئی ہے اس میں کاغذ کا نہایت باریک کا غذ پیش کیا گیا۔ جس پر ایک پونڈ کا نوٹ بنا ہوا تھا۔ یہ نوٹ دونوں طرف سے چھپا ہوا تھا۔ اور اس میں واٹر مارک وغیرہ سب باتیں تھیں۔ اس طرح کے کئی نوٹ تھے جنہیں لوگ دکھا رہے تھے۔

برلن ۳۰ر ستمبر۔ ۱۶ر اکتوبر سے ۱۹ر اکتوبر تک "جرمنوں کی غلامی کے خلاف مسودہ قانون" پر جو تمام معاہدات بعد از جنگ کی تردید کرتا ہے۔ اظہار رائے کرنے کے لئے ایک اجلاس منعقد ہوگا۔ اس قانون میں یہ شرط درج ہے۔ کہ اگر کوئی جرمن وزیر یا مختار مطلق کسی ایسے معاہدے پر دستخط کرے گا۔ جس کے رو سے جرمنی بوجھ کے نیچے دب جائے تو اس پر ہولناک غداری کا الزام عائد کرکے مقدمہ چلایا جائے گا۔

لنڈن یکم اکتوبر۔ موجودہ مالی سال کی پہلی ششماہی کے متعلق برطانی آمدنی کے اعداد و شمار سے سات کروڑ تیس لاکھ پونڈ کی کمی ظاہر ہوتی ہے آمدنی اکتیس کروڑ ستر لاکھ پونڈ اور خرچ اڑتیس کروڑ نوے لاکھ پونڈ ہے۔ یہ کمی گذشتہ سال کی اسی میعاد کی نسبت تقریباً چالیس لاکھ پونڈ کم ہے۔

قاہرہ ۲ر اکتوبر۔ علی ماہر پاشا مصر کے سابق وزیر اعظم اور حزب الوفد کے رہنما نحاس پاشا اور مسٹر لوئیڈ ہائی کمشنر کے درمیان بات چیت وشنید ہوئی تھی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ آج دوپہر کے وقت وزارت مستعفی ہو گئی۔

لنڈن ۳ر اکتوبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نامہ نگار خصوصی مقیم لنڈن رقمطراز ہے۔ کہ ۹ ستمبر کو ایک بحری پیغام روانہ کیا گیا تھا۔ کہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیراعظم برطانیہ ہندوستان کے لئے درجہ نو آبادیات کے متعلق ایک بیان دیں گے۔ جس میں اس مسئلہ کے متعلق حکومت برطانیہ کے رویہ کا اظہار کیا جائے گا۔ نیز یہ اطلاع بھی دی گئی تھی۔ کہ وزیراعظم ہندوستان کے مستقبل کے متعلق ایک گول میز کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ اب دونوں امور کی تصدیق ہو گئی ہے۔

جریدہ ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے۔ کہ وزارت کے حلقہ میں خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ لاہور میں کانگرس کے اجلاس کے انعقاد سے پیشتر ایک نہایت اہم اعلان شائع کیا جائیگا۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)